08

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

6 تا 12 رمضان المبارک 1447ھ / 24 فروری تا 2 مارچ 2026ء

صیام و قیام رمضان کا مقصد

صیام و قیامِ رمضان کی اصلی غایت و حکمت اور ان کا اصل ہدف و مقصود ایک جُملے میں اس طرح سمویا جا سکتا ہے کہ: ایک طرف روزہ انسان کے جسدِ حیوانی کے ضعف و اضمحلال کا سبب بنے تاکہ رُوحِ انسانی کے پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیاں کچھ ہلکی ہوں اور بہیمیت کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی اور سسکتی اور کراہتی ہوئی رُوح کو سانس لینے کا موقع ملے۔ اور دوسری طرف قیام اللیل میں کلامِ ربانی کا روح پرور نزول اُس کے تغذیہ و تقویت کا سبب بنے۔ تاکہ ایک جانب اس پر کلامِ الٰہی کی عظمت کماحقہٗ منکشف ہو جائے اور وہ اچھی طرح محسوس کرے کہ یہی اُس کی بھوک کو سیری اور پیاس کو آسودگی عطا کرنے کا ذریعہ اور اُس کے دُکھ کا علاج اور درد کا درماں ہے! اور دوسری جانب رُوحِ انسانی ازسرِ نو قوی اور توانا ہو کر ''اپنے مرکز کی طرف مائلِ پرواز'' ہو' گویا اس میں تقرب الی اللہ کا داعیہ شدت سے بیدار ہو جائے اور وہ مشغولِ دعا و مناجات ہو' جو اصل رُوح ہے عبادت کی اور لُبِ لُباب ہے رُشد و ہدایت کا!

دوسری بدنی اور مالی عبادتوں کا حاصل ہے تزکیہ و تطہیرِ نفس' وہاں صومِ رمضان کا حاصل ہے تغذیہ و تقویتِ رُوح جو' متعلق ہے براہِ راست ذاتِ خداوندی کے ساتھ۔ لہٰذا روزہ ہوا خاص اللہ کے لیے، وہ خود ہی اس کی جزا دے گا خدا تو منتظر رہتا ہے کہ جیسے ہی کوئی بندہ خلوص و اخلاص کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو' وہ بھی کمالِ شفقت و عنایت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ ایک حدیثِ قدسی کی رُو سے اگر بندہ اُس کی جانب چل کر آتا ہے تو وہ بندے کی جانب دوڑ کر آتا ہے' اور اگر بندہ اُس کی طرف بالشت بھر بڑھتا ہے تو وہ بندے کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے۔ گویا بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں! راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں!

ڈاکٹر اسرار احمدؒ
عظمت صوم

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

رمضان المبارک اور ہم!

رمضان المبارک کے تقاضے

بنگلہ دیشی انتخابات میں
جماعتِ اسلامی کی کارکردگی

بسنت گردی سے طبّی دہشت گردی تک

رمضان المبارک امت کے
عروج کا ذریعہ کیوں نہیں بنتا؟

رمضان المبارک: تباہ حال دنیا
اور ہماری ذمہ داریاں

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1172

دنیا میں حق کے داعیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے انعام

سُورۃُ الرُّوم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 47، 48

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا فَیَبۡسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیۡفَ یَشَآءُ وَیَجۡعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَی
الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمۡ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾

آیت ۴۷: ﴿وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوۡمِهِمۡ﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) آپ سے پہلے بھی ہم نے رسولؑ بھیجے ان کی اپنی قوم کی طرف‘‘

﴿فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ﴾ ’’تو وہ ان کی طرف لے کر آئے واضح نشانیاں‘ پھر ہم نے انتقام لیا (ان میں سے) ان لوگوں سے جو مجرم تھے۔‘‘

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴۷﴾﴾ ’’اور اہل ایمان کی مدد کرنا ہمارے ذمہ تھا۔‘‘

مثلاً حضرت نوح علیہ السلام اور آپؑ کے ساتھیوں کو سیلاب کی آفت سے بچا لیا گیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اور آپؑ کے ساتھی بھی تباہی سے محفوظ رہے اور اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام اور آپؑ پر ایمان لانے والے لوگ بھی اللہ کی مدد سے عذاب کی زد میں آنے سے بچ گئے۔

آیت ۴۸: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا﴾ ’’اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے‘ پھر وہ اُٹھاتی ہیں بادلوں کو‘‘

﴿فَیَبۡسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیۡفَ یَشَآءُ﴾ ’’پھر وہ پھیلا دیتا ہے ان (بادلوں) کو فضا میں جیسے چاہتا ہے‘‘

﴿وَیَجۡعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ﴾ ’’اور انہیں کر دیتا ہے تہ بر تہ‘ پھر تم دیکھتے ہو بارش کو کہ برستی ہے ان کے درمیان سے‘‘

یہ مضمون قرآن میں بہت تکرار کے ساتھ آیا ہے۔

﴿فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمۡ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾﴾ ’’پھر جب وہ برساتا ہے اسے اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے تو یکایک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔‘‘

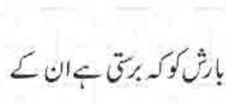

درس حدیث

رمضان المبارک میں اپنے لمحات کو قیمتی بنائیے

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنۡ صَامَ رَمَضَانَ اِیۡمَانًا وَّاحۡتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِهٖ مَنۡ قَامَ رَمَضَانَ اِیۡمَانًا وَّاحۡتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِهٖ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے روزے رکھے رمضان میں ایمان واحتساب کے ساتھ بخش دیئے گئے اس کے تمام سابقہ گناہ۔ جس شخص نے ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں قیام اللیل (نمازِ تراویح) کا اہتمام کیا، اس کے سابقہ سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔‘‘

تشریح: روزہ دار نہ صرف اپنی زبان و بیان، اپنے افکار و خیالات، اپنے معاملات و معمولات میں احکامِ الٰہی اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کی مہینہ بھر تربیت حاصل کرتا ہے، بلکہ شب کو بھی قیام اللیل (نمازِ تراویح) میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو توجہ اور انہماک سے سنتا ہے، اور اگر وہ ٹھیک ٹھیک ان ہدایات کو اپنا تا ہے تو یقیناً اس کی زندگی میں انقلاب رونما ہو جائے گا اور یہی تبدیلی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
6 تا 12 رمضان المبارک 1447ھ جلد 35
24 فروری تا 2 مارچ 2026ء شمارہ 08
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان المبارک اور ہم!

رمضان کا بابرکت مہینہ ہم پر سایہ فگن ہو چکا ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ اس بابرکت مہینے کو اس کی اصل روح کے مطابق گزارا جائے، اسے سال کے باقی 11 مہینوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی حقیقی بندگی کی خاطر ایک تربیتی کیمپ کے طور پر بسر کیا جائے، اپنے سرکش نفس کو لگام دینے کی جدوجہد میں کھپایا جائے اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک اسوہ کے گوشے گوشے سے خود کو جوڑنے کی سعی کی جائے اور اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ ایک حدیث رسول ﷺ کے مطابق یہ بڑی بدنصیبی، محرومی اور بربادی کی بات ہے کہ کوئی شخص رمضان کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت کا سامان نہ کر سکے۔ قرآن مجید میں روزے کی عبادت کا تفصیلی ذکر سورۃ البقرہ کے 23 ویں رکوع میں ہے۔ اس رکوع میں روزے کے حکم، غرض وغایت، قرآن مجید کے ساتھ اس ماہِ مبارک کا تعلق، اُس کا اصل حاصل، اُس کے احکام اور اعتکاف کے مسائل جیسے موضوعات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ فرمایا: ''مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو'' (البقرۃ: 183) اس آیت میں روزے کی فرضیت کا ذکر ہے اور ترغیب وتشویق کے لیے فرمایا کہ روزہ صرف تم پر ہی فرض نہیں کیا گیا ہے، بلکہ سابقہ اُمتوں پر بھی فرض تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک جو دین بھیجا ہے وہ اصلاً ایک ہی ہے، یعنی دینِ توحید۔ اس کے اہم ارکان میں روزہ ہمیشہ سے شامل رہا ہے۔ البتہ عربوں کا معاملہ یہ رہا کہ اُن پر اڑھائی ہزار سال ایسے گزرے کہ اُن کے ہاں کوئی نبی یا رسول آیا ہی نہیں۔ چنانچہ وہ ان چیزوں سے ناواقف تھے۔ اس آیت میں روزے کا اصل حاصل اور مقصود تقویٰ بتایا گیا ہے۔ ہمارے دین میں تقویٰ کی بڑی اہمیت ہے۔ تقویٰ تمام خوبیوں اور بھلائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔ اس کا محل دل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک بار قلب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''تقویٰ یہاں ہوتا ہے'' (صحیح مسلم)

تقویٰ اس احساس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، اور ایک دن اُس کے حضور حاضر ہو کر مجھے اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے۔ یہ احساس پیدا ہوگا تو پھر انسان اپنے طرزِ عمل کو صحیح بنیادوں پر استوار کرے گا۔ تقویٰ ہوگا تو سارا عمل ٹھیک ہوگا۔ آدمی نماز پڑھے گا تو اس میں خشوع وخضوع ہوگا، پوری شریعت پر نیک نیتی سے عمل کرے گا۔ ورنہ شریعت کو بھی بازیچۂ اطفال بنا لے گا، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ جو ہم نے خود پر آپ ہی طاری کر رکھا ہے۔ بھلا رمضان المبارک کی فضیلت کیسے حاصل ہوگی، دن کے روزہ میں صبر کا پھل کہاں حاصل ہوگا۔ قیام اللیل کی بابرکت ساعتوں سے کیا استفادہ ہوگا، قرآن مجید کی تلاوت وسماعت اپنے حقیقی معنوں کے ساتھ دل میں کیسے اُتاریں گے، نیک اعمال کی توفیق کیسے حاصل ہوگی، اپنی شخصیت کو رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ مبارک کے ساتھ کیسے جوڑیں گے۔ رب کی دھرتی پر رب کے نظام کو قائم و نافذ کرنے کی جدوجہد میں اپنا حصّہ ڈالنے کا احساس کیسے جنم لے گا۔ دن کے روزہ کو جب بوجھ سمجھا جائے گا تو وقت گزاری کے لیے طرح طرح کی تفریحات ڈھونڈی جائیں گی۔ رات کو قرآن کے ساتھ قیام پر جب کرکٹ کا ورلڈ کپ مقدم رہے گا اور مختلف ٹیلی ویژن چینلز پر ''رمضان ٹرانسمیشن'' کے نام پر ہونے والے کھیل تماشوں میں شرکاء کی نوک جھونک لطف دے گی تو رمضان کی مبارک ساعتوں کو بھی لہو ولعب کی نظر کر دینے کے سوا کیا حاصل ہوگا۔

ملکی معیشت سودی نظام کے تحت چلتی رہے گی اور میڈیا فحاشی وعریانی پھیلانے میں مغربی تہذیب کا آلہ کار بنا رہے گا، اسمبلیوں میں اقلیتی اراکین کے اس مطالبہ پر کہ شراب جیسی حرامِ قطعی شے کی خرید وفروخت پر مملکتِ خداداد پاکستان میں مکمل پابندی لگائی جائے کو جب اسمبلیوں کے مسلم اراکین ہی رد کر دیں گے، اپسٹین فائلز میں موجود ابلیسی و دجالی تفصیلات عام ہو جانے کے باوجود لاہور میں خواتین کی ایک معروف یونیورسٹی کی پرنسپل ایک تقریب میں کم بچے پیدا کرنے کا درس دیں گی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے حاصل ہوگی۔ تقویٰ کیسے حاصل ہوگا؟ الغرض انسان کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے والی چیز تقویٰ ہے۔ مغربی تہذیب میں وحی اور آخرت کا تصور باقی نہیں رہنے دیا گیا ہے اور بنابریں تقویٰ کا تصور ہی محال ہے۔ تقویٰ درحقیقت ایک مسلمان کی 24 گھنٹے اور 365 دنوں کی اوڑھنی ہے جو حقیقی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔ قرآن کا مطالعہ کریں، اہلِ جنت کے تذکرہ میں اُن کی صفت تقویٰ کا ذکر آیا ہے۔ گویا کامیابی کے لیے تقویٰ کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً ''ہدایت ہے متقین کے لیے'' (البقرہ: 2) ''(جنت) تیار کی گئی ہے متقین کے لیے'' (آل عمران: 133) اور ''کامیابی متقین کے لیے ہے۔'' (النبا: 31) فرمایا: ''بے شک متقین جنت میں ہوں گے اور اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہو

رہے ہوں گے۔'' (الطور: 17) ایک اور مقام پر فرمایا: ''بے شک پرہیز گار بہشتوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے۔'' (الذاریات: 15)

تقویٰ کی پونجی حاصل کرنے کے لیے دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ روزے کی عبادت فرض کی گئی ہے۔ روزہ اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے، اور اہلِ تقویٰ ہی کے لیے قرآن مجید ہدایت اور رہنمائی کا سامان ہے۔ جیسے فرمایا: ''یہ وہ کتاب ہے جس (کے منجانب اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے متقین کے لیے۔'' (البقرہ: 2) بلاشبہ قرآن امکانی طور پر (potentially) پوری نوعِ انسانی کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت ہی وہ سرمایہ ہے جس کی دعا ہم نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں: ''(اے اللہ) تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے دے''۔ دنیا کی زندگی میں انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے۔ اس ضرورت کو اللہ نے قرآن کی شکل میں پورا فرمادیا۔ یہ وہ ہدایت نامہ ہے جو پوری نوعِ انسانی کے لیے ہے۔ اس میں مرد اور عورت، حکمران اور رعایا، عالم اور بے علم، والدین اور اولاد، خاوند اور بیوی، استاد اور شاگرد، الغرض سب شامل ہیں۔

رمضان المبارک صبر کا مہینہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صبر کے اجر کی وضاحت بھی فرمائی کہ: ''صبر کا بدلہ جنت ہے۔'' روزے کی حالت میں بندے کو بھوک اور پیاس لگی ہو، بہترین کھانے اور مشروبات سامنے ہوں، مگر وہ خود کو ان سے روکے رکھے۔ اسی طرح جنسی خواہش کو پورا کرنے سے بھی رک جائے۔ ایک صبر تو یہ ہے لیکن دوسری قسم کا صبر بھی ہے جس سے مراد جھوٹ بولنے سمیت تمام گناہ کے کاموں سے بچنا ہے۔ اس کے بغیر بھی روزہ مکمل نہیں ہوتا۔ احادیث کی رو سے جس شخص نے دورانِ روزہ بھی جھوٹ بولنا اور گناہ کے کاموں کو ترک نہ کیا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ اس طرح درحقیقت اُس نے فاقہ کیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک (اور پیاس) کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے بھی ایسے ہیں جنہیں سوائے شب بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔'' البتہ یہ بات واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے اور اس کی راتوں میں قیام باعث اجر و ثواب ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نرمی رکھی ہے، اس لیے دن کا روزہ تو فرض کر دیا گیا، جب کہ رات کے قیام کی ترغیب دلائی گئی۔ قیام اللیل سے مراد قرآن کے ساتھ جاگنا ہے، جس کی بہترین صورت یہ ہوسکتی ہے کہ رات کا بڑا حصہ اللہ کے سامنے حاضر ہو کر تہجد یا تراویح میں قرآن پڑھتے ہوئے گزارے۔ رات کو صرف کھڑے رہنا یا نوافل پڑھتے چلے جانا مقصود نہیں ہے، بلکہ قیام اللیل سے مراد نوافل میں زیادہ سے زیادہ قرآن حکیم کا پڑھنا ہے۔ شب قدر کی فضیلت کی بنیاد بھی یہی ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا۔

ماہِ رمضان المبارک کے دوران ہم غزہ، فلسطین، کشمیر، میانمار اور دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی ''مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ'' ہیں، اُن کو ہرگز فراموش نہ کریں۔ نہ صرف انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو اُن کی عملی مدد بھی کریں۔ مسلم ممالک کی حکومتیں اور مقتدر حلقے کسی ایسے معاہدے یا منصوبے کا حصہ بننے سے انکار کر دیں جس کا مقصد مسلمانوں پر مزید ظلم ڈھانا اور باطل قوتوں کو تقویت دینا ہو۔ اگر کسی ایسے منصوبے یا ''بورڈ'' کا حصہ بننے کی حامی بھر چکے ہیں تو فی الفور اُس سے یوٹرن لے کر (یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کر کے) دستبرداری کا اعلان کریں۔ واشنگٹن میں ہونے والے نام نہاد ''غزہ بورڈ آف پیس'' کے پہلے اجلاس میں پاکستان کے وزیراعظم شہباز شریف نے شرکت کی۔ حسب معمول ٹرمپ کی تعریفوں کے پُل باندھے اور اُسے ایک نجات دہندہ قرار دیا۔ دوسری طرف ٹرمپ نے بھی وزیراعظم پاکستان کو گلے لگایا اور فیلڈ مارشل کی خوب ستائش کی۔ ٹرمپ نے اجلاس میں شریک مسلم ممالک سے 7 ارب ڈالر کے وعدے لیے اور کم و بیش 20 ہزار فوجیوں پر مشتمل 'انٹرنیشنل سٹیبلائزیشن فورس' (ISF) کے قیام کا اعلان کیا، جو مصر کے بارڈر رفاح پر تعینات کی جائے گی۔ ٹرمپ نے یہ بھی اعلان کیا کہ امریکہ خود اسرائیلی مفادات کے تحفظ کے اس منصوبے کے لیے ابتدائی طور پر 10 ارب ڈالر دے گا۔

پاکستان کے محکمہ خارجہ کے ترجمان کے مطابق پاکستان اس فورس کے لیے فوج تو بھیج سکتا ہے لیکن مجاہدین کو غیر مسلح کرنے کی کسی مہم میں حصہ نہیں لے گا جو انتہائی مضحکہ خیز بیان ہے۔ اگر پاکستان اس فورس کا حصہ بنتا ہے تو یہ ملک کی سلامتی کے لیے بھی انتہائی خطرناک ثابت ہوگا۔ کیونکہ پاکستان کے ایٹمی اور میزائل پروگرام کو قابلِ تلافی نقصان پہنچانا امریکہ، اسرائیل اور بھارت تینوں کی خواہش ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ نیتن یاہو اور ٹرمپ کے قائم کردہ ''غزہ بورڈ آف پیس'' کا حصہ بن کر اور اس کے اجلاسوں میں شرکت کر کے پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک غزہ کے مسلمانوں کی کیا عملی مدد کریں گے؟ کیا فوج بھیج کر بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی حفاظت کر سکیں گے؟ کیا اسرائیل کے غزہ اور فلسطین کے دیگر علاقوں پر ناجائز قبضہ کو ختم کروائیں گے اور وہاں کے مظلوم مسلمانوں پر جاری اسرائیلی مظالم کا منہ توڑ جواب دیں گے؟ گریٹر اسرائیل کے قیام سمیت صہیونیوں کے ابلیسی منصوبوں کی تکمیل کے لیے محض مہرے بن جائیں گے؟ کیا کسی مسلم ملک کو گریٹر اسرائیل منصوبے میں صہیونیوں کی مدد کرنی چاہیے؟ کیا پاکستان کی اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کی ناقابلِ ترمیم پالیسی بانیانِ پاکستان نے کم و بیش پون صدی قبل طے نہیں کر دی تھی؟ کیا دفترِ خارجہ کو معلوم نہیں کہ اس معاملہ کے حوالے سے یہی پاکستان کی ریڈ لائن ہے۔ سوالات کڑوے تو ہیں مگر ان کا جواب کون دے گا؟ نیتن یاہو ٹرمپ کو مسلسل ایران پر حملے کے لیے دھکیل رہا ہے اور اکثر بین الاقوامی میڈیا کے مطابق ٹرمپ حکومت جلد ایران پر حملہ کر دے گی۔ اگر ایسا ہوا تو اسرائیل کے علاوہ فائدہ کسی کا نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ جنگ صرف ایران تک محدود نہیں رہے گی، پورے خطے بلکہ اس سے آگے تک پھیل جائے گی۔ لہٰذا مسلم ممالک کے لیے عافیت اسی میں ہے کہ آپس کے اتفاق اور اتحاد کے ذریعے اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کو قائم و نافذ کریں تاکہ ابلیسی قوتوں کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملایا جاسکے۔

رمضان المبارک کے حوالے سے مملکتِ خداداد پاکستان میں مسلمانوں کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ اکثریت عربی زبان سے ناواقف ہے لہٰذا اُن کے لیے قرآن کریم کو بغیر ترجمے کے سمجھنا محال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی زبان کی تحریر کو اس کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ اصل پیغام کو بعینہٖ پہنچانے کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ یہی معاملہ عربی زبان کا بھی ہے اور یہاں معاملہ خود اللہ رب العزت کے کلام کا ہے جس کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے میں دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی مضمر ہے۔ لہٰذا ہمارے خطے میں پائے جانے والے اس خلا کا ادراک کرتے ہوئے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1984ء میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی بنیاد رکھی کہ نمازِ تراویح کے ساتھ قرآن کا جتنا حصہ سُنا اُس کو کسی درجے میں سمجھا بھی جاسکے۔ بات سمجھ میں آئے گی تو ہی اُس پر عمل کیا جاسکے گا۔ الحمدللہ اس سال تنظیم اسلامی اور انجمن ہائے خدام القرآن کے تحت پاکستان بھر میں کم و بیش ڈیڑھ سو مقامات پر دورۂ ترجمۂ قرآن اور خلاصۂ مضامینِ قرآن کی محافل کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ جن مقامات پر خواتین کے لیے باپردہ شرکت کا اہتمام ممکن ہے وہاں اُن کے لیے بھی یہ سہولت موجود ہے۔ لہٰذا نمازِ تراویح معہ دورۂ ترجمۂ قرآن سے استفادہ کریں تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور پھر اُس پر عمل کرنے کی مقدور بھر کوشش بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں دن کے روزے اور قرآن پاک کے ساتھ رات کے قیام کے ذریعے اس ماہِ مبارک کے فیوض و برکات سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین! ❁❁❁

رمضان المبارک کے تقاضے

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 13 فروری 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

ماہِ رمضان المبارک کی آمد سے قبل جمعہ کے خطاب میں عموماً روزے اور رمضان کے فضائل، تراویح کی اہمیت اور قرآن حکیم کے ساتھ تعلق کی مضبوطی کے حوالے سے کلام کیا جاتا ہے۔ تاہم جس دین کے ہم پیروکار ہیں وہ مکمل اور جامع دین ہے جو زندگی کے ہر شعبے کے متعلق رہنمائی دیتا ہے ۔ آج دنیا میں شیطانی ایجنڈے کی تکمیل، دجالی تہذیب کا غلبہ، فحاشی وعریانی، بے حیائی کی ترویج، عورت کی تذلیل، عورت کو کھلونا بنانا، ہوس کا نشانہ بنانا اور دنیا کے کچھ معمولی مفادات کی خاطر، حب جاہ اور حب مال کے نتیجے میں عورت کو ایک تجارتی جنس کے طور پر استعمال کرنا جیسے مسائل ہمارے سامنے آرہے ہیں ۔ ایسے میں جب دین کی تعلیم کا مطالعہ کرتے ہیں اور رب کائنات کے احکامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اور زیادہ یقین بڑھتا ہے کہ اسلام میں ہی خیر ہے اور اسلام کے ماننے ، اس کے احکام پر عمل کرنے اور اس کے نظام کے قیام سے جان و مال اور آبرو کا تحفظ ہو سکتا ہے اور بندوں کو بندوں کی غلامی سے نجات مل سکتی ہے اور جب بندوں کو بندوں کی غلامی سے نجات ملے گی اور وہ اپنے حقیقی رب کی غلامی میں آئیں گے تب ہی اپنی آخرت کی اصل زندگی کی فکر کر سکیں گے۔ جمعہ کے خطاب کا بڑا مقصد یاددہانی ہے۔ یہ یاددہانی زندگی کے ہر معاملے اور ہر شعبے کے متعلق ہونی چاہیے ۔ آج کے خطاب میں ہم کچھ ایسے ہی اہم مسائل پر بات کریں گے اور اس کے بعد رمضان المبارک کے تعلق سے بھی کچھ یاددہانی کروائی جائے گی۔ ان شاءاللہ!

ایپسٹین فائلز

عالمی سطح پر ایپسٹین فائلز اب زبان زدِ عام ہیں ۔ اخبارات اور سوشل میڈیا پر اس حوالے سے اب تک کافی معلومات سامنے آچکی ہیں جن کے مطابق دنیا کے بڑے بڑے سیاستدان، سرمایہ دار، صنعت کار، حتیٰ کہ سائنسدان جیفری ایپسٹین کے جزیرے پر ایسے شیطانی کاموں میں ملوث رہے ہیں جن کا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ہمارے ہاں بھی مغرب کی بڑی مثالیں دی جاتی تھیں کہ وہاں ویلفیئر کا بہت اعلیٰ نظام ہے ۔ کچھ لوگوں کی بڑی خواہش ہوتی تھی کہ یورپ یا امریکہ میں شہریت مل جائے۔ اُن کے نزدیک یورپ اور امریکہ ان کے لیے جنت کی حیثیت رکھتے تھے۔ ایپسٹین فائلز سامنے آنے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی یہ تہذیب جتنی خوشنما بتائی اور دکھائی جاتی ہے اُتنی ہی بدتر ہے۔ مغربی تہذیب جس بنیاد پر کھڑی ہے، وہ ہے خدا کا انکار، وحی کی تعلیم کا انکار، پیغمبروںؑ اور آخرت کا انکار۔ دنیا سمجھتی ہے کہ یورپ اور

مرتب: ابوابراهیم

امریکہ کے ممالک بہت ترقی یافتہ ہیں، سائنس اور ٹیکنالوجی میں بہت آگے ہیں، ریسرچ کے انسٹیٹیوشنز وہاں پر موجود ہیں۔ انسانی حقوق کے چیمپئن ہیں وغیرہ۔ گویا یہ ممالک باقی دنیا کے لیے رول ماڈل ہیں ۔ مگر اخلاقی لحاظ سے یہ تہذیب کس قدر انحطاط کا شکار ہے، ایپسٹین فائلز سے واضح ہوگیا۔ ابھی بہت کچھ ان فائلز کے ذریعے بے نقاب ہونا ہے۔ ابلیسیت کا ایجنڈا یہی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿اِنَّمَا یَاۡمُرُکُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَالۡفَحۡشَآءِ﴾ (البقرہ:169)

''وہ (شیطان) تو بس تمہیں بدی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے''

اس کے برعکس رحمٰن کی دعوت حیا اور ایمان ہے۔ سورۃ النحل میں فرمایا: ﴿وَیَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ﴾ (النحل:90) ''اور وہ روکتا ہے بے حیائی' برائی اور سرکشی سے۔''

بنیادی طور پر دنیا میں جماعتیں صرف دو ہیں: حزب اللہ اور حزب شیطان۔ سورہ مجادلہ میں ذکر آتا ہے کہ نظام بھی دراصل دو ہی ہیں: ایک رحمٰن کا نظام ہے اور دوسرا شیطان کا۔ رحمٰن کا نظام وحی کی تعلیم مبنی ہوگا جبکہ شیطان کا نظام بے حیائی اور برائی پر مبنی ہوگا۔ مغربی تہذیب چونکہ وحی کی تعلیم کی مخالفت کی بنیاد پر پروان چڑھی ہے لہٰذا اس میں بے حیائی اور برائی ابلیسی ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ عورت کو گھر سے نکال کر شمع محفل بنانا، تجارتی جنس بنانا، لوگوں کی ہوس کو بیدار کرنا اور بڑھانا اور اس کی بنیاد پر تجارت کرنا۔ عورت کو اس طرح Present کیا جائے کہ ان ہوس کے ماروں کی ہوس بھی پوری ہو اور ان کی تجارت بھی چلتی رہے، ان کی تجوریاں بھی بھرتی رہیں، یہ سب کچھ ایپسٹین فائلز کے ذریعے سامنے آگیا۔ مغربی تہذیب کے حامی دوسری قوموں سے کہتے ہیں کہ تم عورتوں کا خیال نہیں رکھتے، ان کو قید اور پردے میں رکھا ہوا ہے، وہ ترقی کی دوڑ سے پیچھے رہ گئی ہیں، مذہب عورتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے وغیرہ۔ کچھ عرصہ قبل اسلام آباد میں بھی ایک کانفرنس ہوئی جس میں غزہ کے معصوم اور نہتے شہریوں کی نسل کشی، کشمیر کے مظلوم مسلمانوں، صہیونیت کے مظالم، ٹرمپ کے دھوکے بازیوں پر کوئی بات نہیں کی گئی بلکہ اس کا ایجنڈا بھی عورت کی آزادی اور حقوق تھا۔ اس کانفرنس میں ساری دنیا کے مندوبین کو جمع کر کے کہا گیا کہ افغانستان میں ملاؤں کی حکومت ہے جہاں عورتوں کے حقوق ادا نہیں کیے جا رہے۔ مگر ایپسٹین فائلز نے مغرب کے ان دعوؤں کی قلعی کھول دی۔ ساری دنیا نے مغربی تہذیب کا اصل چہرہ دیکھ لیا کہ کس طرح کمسن بچیوں کو جنسی ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ مغربی تہذیب کی حمایت کرنے والا ایک طبقہ ہمارے ہاں بھی شور اُٹھاتا تھا کہ یہاں کم عمر لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کر دی جاتی ہے۔ ہمارے حکمران بھی مغربی پروپیگنڈے کی زد میں آکر ایسی قانون سازیاں کر رہے ہیں جن کے مطابق 18 سال سے کم عمر میں شادی جرم تصور ہوگی مگر خود مغرب میں کیا کچھ ہو رہا ہے وہ ایپسٹین فائلز کے ذریعے سامنے آگیا۔ یہ اصل میں حب مال اور حب جاہ کا مسئلہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةٌ . وَفِتْنَةُ اُمَّتِي : الْمَالُ))

"ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا خاص فتنہ مال ہے۔" (صحیح بخاری)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ﴾ (التغابن:15) "تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے امتحان ہیں۔"

اس مال کی محبت میں ڈوب کر انسان کہاں تک جاتا ہے، خدا کو بھی بھلاتا ہے، خدا کے احکامات کو بھی توڑتا ہے اور شرفِ انسانیت سے بھی گر جاتا ہے۔ پھر یہ مال ہی معبود بن جاتا ہے۔ ہر صورت میں مال کا حصول ہی مقصدِ حیات بن جاتا ہے، چاہے اس کے لیے انسانی اقدار کا ستیاناس ہو، اخلاقیات کا بیڑا غرق ہو، معاشرت کی تباہی ہو یا اللہ کے حقوق پامال ہوں۔ پھر اس پستی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

پاکستان میں بے حیائی کے معاملات بڑھتے بڑھتے کہاں تک پہنچ گئے۔ آج حکمران بھی پریشان ہیں، ریاستی اداروں کے آفیسرز، عدلیہ کے ججز، وکلاء اور دیگر اعلیٰ ذمہ داران بھی پریشان ہیں کہ بے حیائی کس قدر آگے بڑھ کر قرآن مجید، صاحب قرآن ﷺ، دیگر انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ، اہل بیتؓ کی بے حرمتی اور گستاخیوں تک پہنچ چکی ہے۔ سوشل میڈیا پر پورنوگرافک بلاسفیمی کے مسائل اب کسی سے ڈھکے چھپے نہیں رہے۔ مگر اب بھی دینی طبقے کا ایک بڑا حصہ اس کے خلاف آواز نہیں اُٹھا رہا۔ دوسری طرف لبرل طبقہ ہے جو ان گستاخوں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ اس کا بنیادی محرک مال کی محبت ہے۔ کسی طرح مال مل جائے چاہے ایمان اور آخرت کا سودا ہی کیوں نہ کرنا پڑ جائے۔ اس شیطانی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے حزب الشیطان مال لگاتا ہے اور انسان اس مال کے لیے شیطان کے ساتھی بنتے ہیں۔ ادھر بھی ابلیسی چہرہ بے نقاب ہو رہا ہے اور اس شیطانی تہذیب کا گند کھل کر ہمارے سامنے آرہا ہے۔

اسی طرح حب جاہ کا مسئلہ ہے۔ جاہ منصب کو کہتے ہیں۔ شیطان کا مسئلہ کیا تھا؟ یہ آدمؑ کو تو نے مٹی سے بنایا، مجھے آگ سے بنایا، میں اس سے افضل ہوں لہٰذا میں اس کو سجدہ کیوں کروں؟ یہ حب جاہ کا مسئلہ تھا، منصب مجھے ملے اس کو کیوں مل گیا، خلافت مجھے ملے اس کو کیوں مل گئی۔ یہ حب جاہ بھی شیطنت کا ایک بنیادی عنصر ہے۔ اس وقت دنیا پر حکمرانی کرنے والے لوگ خود کو باقی انسانوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ یہود کا تو معاملہ یہی ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ سارے غیر یہودی جنٹائلز ہیں، جانوروں سے بھی بدتر ہیں اور اپسٹین فائلز کے پیچھے بھی یہی یہودی ذہن کارفرما ہے۔ سرمائے کو ہتھکنڈے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اور عورت کو نمایاں کر کے اور ہوس کا نشانہ بنا کر دنیا کے حکمرانوں کو بلیک میل کیا جاتا ہے اور پھر ان کے ذریعے گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کی جارہی ہے۔

اپسٹین فائلز میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ شیطانی نظام اور شیطانی تہذیب کے حمایتی سیاسی اسلام کو اپنی تہذیب اور اپنے نظام کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں کیونکہ اسلام خالق کا عطا کردہ نظام ہے جو جان، مال اور آبرو کے تحفظ کی بات کرتا ہے اور اس کے لیے شرعی سزاؤں کے نفاذ کی بھی بات کرتا ہے۔ اسلام نے نکاح کا پاکیزہ بندھن عطا کیا تاکہ فطری خواہش کی تکمیل جائز طریقے پر ہو، اولاد کے حصول کی تعلیم عطا کی، محرم و نامحرم کی تمیز بتائی، پردے کے احکامات بتائے، عورت کو پروٹیکشن عطا کی، عورت کا اصل مقام اس کا گھر قرار دیا۔ جس نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا ہے اور مرد کو قوام بنا کر کفالت کی ذمہ داری اُس پر ڈالی ہے۔ اسلام کے یہ سب فطری قوانین شیطانی نظام کے لیے خطرہ ہیں لہٰذا دنیا پر حکمرانی کے خواہش مند کہتے ہیں کہ سیاسی اسلام اور بنیاد پرست مسلمان نظامِ عالم کے لیے خطرہ ہیں۔ جبکہ اپسٹین فائلز کے ذریعے یہ حقیقت ساری دنیا کے سامنے آچکی ہے کہ انسانوں کی جان، مال، عزت اور آبرو کو کس سے خطرہ ہے؟ لہٰذا ہمیں اسلام کی حقانیت کو اب پورے جذبے اور شدت کے ساتھ دنیا کے سامنے بیان کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اتمام فرما دیا ہے اپنی نعمت کا اور تمہارے لیے میں نے پسند کر لیا ہے اسلام کو بحیثیت دین کے۔" (المائدۃ:3)

اللہ نے ہمیں اسلام نعمت کے طور پر دیا ہے۔ یہ نعمت افراد کے لیے بھی ہے، یہ گھرانوں کے لیے بھی ہے، یہ معاشروں کے لیے بھی ہے، یہ سارے انسانوں کے لیے بھی ہے۔ جس دین نے جانوروں کے تحفظ کی بھی بات کی ہے اس دین نے انسانوں کے تحفظ کے لیے، ان کی جان، مال اور آبرو کے تحفظ کے لیے کیا خوبصورت تعلیم عطا کی ہوگی۔ آج ہمیں اس کا یقین نہیں ہے جبکہ حزب الشیطان کو اس بات کا ڈر ہے کہ اسلام انسانوں کو تحفظ اور پروقار اور باحیا معاشرت فراہم کرتا ہے۔ اسی لیے وہ اسلام کو اپنے شیطانی ایجنڈے کے لیے خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ انہی کے پروردہ ایجنٹس ہمارے ملک میں بھی بیٹھے ہیں جو شرعی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں اور شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

سندھ اسمبلی کا واقعہ

سندھ اسمبلی میں ایک ہندو رکن اسمبلی کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ شراب پر پابندی لگنی چاہیے اور مسلمان ارکان اسمبلی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس سے قبل قومی اسمبلی میں بھی اسی طرح ایک ہندو رکن نے شراب پر پابندی لگانے کا کہا اور مسلمان اراکین نے اس کی مخالفت کی تھی۔ یہ شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ سندھ اسمبلی میں ایک مسلمان وزیر کہتا ہے کہ شراب پر پابندی سے مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ یعنی اللہ کے حکم کے نفاذ سے مسئلہ ہوگا؟ انا للہ وانا الیہ راجعون! یہ لوگ کس کے ایجنڈے پر چل رہے ہیں۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

﴿اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ "تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دے شراب اور جوئے کے ذریعے سے۔" شراب کا خاتمہ ہو یہ رحمٰن کا حکم ہے جبکہ شراب، جوا، شرک اور بت پرستی عام ہو یہ شیطان کا ایجنڈا ہے۔ آگے فرمایا: ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱﴾ (المائدۃ) "تو اب باز آتے ہو یا نہیں؟"

شراب اُم الخبائث ہے، برائیوں کی جڑ ہے اور رحمٰن کہتا ہے کہ تم شراب سے باز آتے ہو کہ نہیں؟ اگر آج اس اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسلمان اراکین اسمبلی اور وزراء شراب پر پابندی کی قرارداد کو مسترد کرتے ہیں تو کس کا ایجنڈا پورا کر رہے ہیں؟ یہی شیطانی ایجنڈا اپسٹین فائلز سے بھی نکل کر سامنے آیا۔ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ آخرت میں اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ سورۃ الحج میں فرمایا:

"وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ اور تمام امور کا انجام تو اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔" (آیت:41)

یہ مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اگر تمہیں زمین میں حکومت اور اختیار مل جائے تو نماز قائم کرنی ہے، زکوٰۃ ادا کرنی ہے، نیکی کا حکم دینا ہے اور برائی سے روکنا ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کا پورا نظام ہے جسے حکمرانوں نے قائم کرنا ہے۔ اسی طرح برائی کے خاتمے اور نیکی کے فروغ کے لیے قانون سازی سمیت ہر ممکنہ قدم اُٹھانا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ آج اس ملک میں طاقت اسٹیبلشمنٹ کے پاس ہے، حکمرانوں کے پاس ہے، اداروں کے پاس ہے۔ اس سطح پر جو بھی جتنا اختیار رکھتا ہے وہ روزِ محشر اسی قدر جواب دہ ہوگا۔

لاہور کے ایک کالج (اب یونیورسٹی کا درجہ مل گیا) میں طالبات سے خطاب کے دوران ان سے کہا جا رہا تھا: بیٹا آپ نے بچے زیادہ پیدا نہیں کرنے یا کرنے ہی نہیں۔ اللہ نہ کرے کوئی

وقت ایسا آئے کہ نکاح سے بھی اسی طرح انکار کیا جا رہا ہو۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح نکاح کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کیا اسی طرح اولاد کی کثرت کو بھی اپنی امت کے لیے پسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں اپنے اس اُمتی پر فخر کروں گا جس کے ذریعے اللہ نے میری اُمت میں اضافہ کیا ہوگا۔ اس کے برعکس شیطان کا ایجنڈا یہ ہے کہ نکاح نہ ہو، بچے پیدا نہ ہوں، گھر اور خاندان کا نظام باقی نہ رہے اور انسان شرف انسانیت سے گر کر حیوانیت کی سطح پر آ جائیں۔

بسنت کا تہوار

لاہور میں بسنت کا تماشا ایک بار پھر شروع کیا گیا۔ اب کرکٹ کا تماشا چل رہا ہے۔ قوم کو ان تماشوں میں لگا کر ملک، قوم اور امت کے اصل مسائل سے توجہ ہٹائی جا رہی ہے تاکہ ان کفار اور مشرکین کا ظلم دکھائی نہ دے، اُمت کی بربادی کا کچھ احساس ہی ہونے نہ پائے۔ اپنی اصلاح کرنے اور ظلم کے نظام کے خلاف کھڑے ہونے کی سوچ ہی پروان نہ چڑھنے پائے۔ شاعر نے کہا تھا:

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمرانوں کی ساحری

شیطان کا ایجنڈا یہ ہے کہ اُمت کو ایسے کاموں میں لگائے رکھو تاکہ ان کو یاد ہی نہ آئے کہ یہ کون ہیں، یہ محمد ﷺ کے اُمتی ہیں اور ان کے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: ﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ﴾ (الحج:78) ''اس نے تمہیں چُن لیا ہے''

اللہ نے اس اُمت کو اقوام عالم کی رہنمائی اور قیادت کے لیے چنا ہے اور اس کی اولین ذمہ داری ہے کہ اللہ کے دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائے اور اس نافذ بھی کرے۔ فرمایا: ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے' تم حکم کرتے ہو نیکی کا' اور تم روکتے ہو بدی سے۔'' (آل عمران:110)

اس اُمت کے ذمے یہ کام تھا کہ یہ دنیا سے برائی، ظلم واستحصال پر مبنی شیطانی نظام کا خاتمہ کر کے خیر، بھلائی، انصاف اور عدل پر مبنی اللہ کے نظام کو قائم کرنا تھا۔ یہ بات شیطان اور اس کی جماعت کے لیے کسی صورت قابل قبول نہیں، اس لیے اس کا سب سے بڑا ایجنڈا یہ ہے کہ اس اُمت کو کھیل تماشوں کے اندر لگائے رکھو۔ ان کو مقصدِ زندگی سے اس قدر غافل کر دو کہ یہ حیوانوں کی سطح پر زندگی بسر کریں۔ جیسا کہ اپسٹین فائلز سے ثابت ہو گیا کہ مغرب میں کس طرح یہ شیطانی ایجنڈا آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہ ہمیں بھی ہدایت دے اور ہمارے حکمرانوں کو بھی ہدایت دے۔

استقبال رمضان

رمضان المبارک غفلت سے جاگنے کا موقع فراہم کرتا ہے، اپنی روح کو بیدار کرنے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کا موقع دیتا ہے۔ انسان محض حیوان نہیں ہے، آنکھیں، کان، پیٹ، ہاتھ پیر جانوروں کے ساتھ بھی ہیں، فرق یہ ہے کہ انسان کو اللہ نے شعور عطا کیا ہے، اسی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات ہے۔ فرمایا:

﴿خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ﴾ (صٓ:75)

''جسے مَیں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟''

﴿وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ﴾ (صٓ:72)

''اور مَیں اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں۔''

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴﴾ (التین) ''ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔''

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ (بنی اسرائیل:70)

''اور ہم نے بڑی عزت بخشی ہے اولادِ آدمؑ کو۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تکریم عطا کی ہے۔ اسے زمین پر اپنی نمائندگی کے لیے خلافت دے کر بھیجا ہے۔ خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی اُمت کو پوری دنیا کی قیادت اور رہنمائی کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا کے کھیل تماشوں میں لگ کر انسان غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس غفلت سے جگانے اور روح کے بیدار کرنے کے لیے رمضان کے روزے عطا کیے گئے۔ روزے کا بنیادی مقصد جیسا کہ بیان ہوا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۸۳﴾ (البقرة)

''تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔''

دن کے روزے سے دل میں تقویٰ پیدا ہوگا اور رات کے قیام سے اللہ سے تعلق مضبوط ہوگا۔ حضور ﷺ تو پورا سال تہجد کی نماز ادا کرتے تھے لیکن اُمت کے لیے رمضان میں تراویح کی شکل میں رات کا قیام عطا کیا گیا۔ قرآن کی تلاوت روح غذا ہے۔ روح کا لفظ قرآن میں انسانی روح کے لیے بھی آیا ہے، وحی کے لیے بھی آیا ہے اور وحی کو لانے والے فرشتے جبرائیلؑ کو روح الامین کہا گیا ہے۔ ہماری روح کی غذا اس روح یعنی قرآن سے پوری ہوگی۔ بچہ جاگتا ہے تو غذا مانگتا ہے، ہم صبح بیدار ہوتے ہیں تو بھوک لگتی ہے، روح بیدار ہوگی تو غذا مانگے گی۔ دن کے روزے سے روح کو بیدار کرو اور پھر رات کے قیام میں اس کو قرآن سناؤ تاکہ روح توانا ہو جائے۔ روح جب توانا ہوگی تو نفس پر غالب آئے گی اور انسان محض حیوانوں کی طرح زندگی نہیں گزارے گا بلکہ مقصدِ زندگی کو پہچانے گا اور اس کے لیے عمل کرے گا۔ تب ایک مسلمان اپنے اُمتی ہونے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔ یعنی باطل اور شیطانی نظام کے خلاف کھڑا ہوگا اور اللہ کے دین کو قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔

ہمارے اُستاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ بہت سے اعتبارات سے ان پر اللہ کا فضل ہوا۔ ایک بہت بڑا فضل دورہ ترجمہ قرآن ہے جو انہوں نے 1984ء میں رمضان میں نمازِ تراویح کے دوران شروع کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ رمضان کی راتیں قرآن کے ساتھ بسر ہوتی تھیں۔ ہم تو ڈیڑھ گھنٹہ تراویح میں لگا کر باقی پوری رات کھاتے پیتے، کرکٹ کھیلتے، ٹورنامنٹس دیکھتے، گھومتے پھرتے، شاپنگ کرتے ہیں، مڈنائٹ ڈیلز ہوتی ہیں، سحری ڈیلز ہوتی ہیں اور پتا نہیں کیا کچھ ہوتا ہے لیکن جو ڈیڑھ گھنٹہ تراویح میں گزارتے ہیں اس میں بھی ہمیں نہیں پتہ چلتا کہ قرآن کے ذریعے ہمیں کیا پیغام دیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا تقاضے کر رہا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس کا حل یہ نکالا کہ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر قرآن کے اس حصے کا ترجمہ اور تشریح بیان کی جائے جو ان چار رکعتوں میں تلاوت کیا گیا۔ جب ہمیں قرآن کی سمجھ آئے گی تو پھر ہم اپنی اصلاح اور دین کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی کریں گے۔

رمضان صرف کھانے پینے اور سونے جاگنے کا مہینہ نہیں ہے بلکہ اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد میں متحرک ہونے کا مہینہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا رمضان اس حوالے سے کس قدر متحرک تھا۔ غزوۂ بدر اور فتح مکہ کا واقعہ رمضان میں ہوا۔ یہ دو بڑے ایونٹس تھے جن کے ذریعے اسلام عرب میں غالب ہوا۔ معلوم ہوا کہ رمضان محض آرام کرنے اور سونے جاگنے کا مہینہ نہیں ہے بلکہ اللہ کے دین کے لیے متحرک ہونے کا مہینہ ہے۔ اس میں شیطان قید ہو جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور فرائض کا ثواب 70 گنا بڑھ جاتا ہے۔ ہر رات اللہ کی طرف سے مغفرت کے فیصلے ہوتے ہیں۔ گویا یہ نیکی اور خیر کے کاموں میں آگے بڑھنے کا سیزن ہے اور سیزن آرام کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ پہلے سے زیادہ متحرک ہونے کے لیے ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اپنی روح کو بیدار کرنا، پھر قرآن کی تلاوت اور فہم کے ذریعے اس کو مضبوط کرنا تاکہ شیطانی تہذیب کے خلاف، شیطانی نظام کے خلاف کھڑا ہونے کی قوت اور ہمت پیدا ہو اور اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد میں حصہ لینا، رمضان کا اصل تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے ان تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

دنیا پر مسلط دجالی قوتیں کسی بھی اسلام پسند مذہبی جماعت کو اقتدار میں آتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتیں۔ بنگلہ دیش کے حالیہ انتخابات میں بھی یہ بات ظاہر ہوگئی: رضاء الحق

بنگلہ دیشی انتخابات کے دوران تجزیہ نگار کہہ رہے تھے کہ بھارتی خفیہ ایجنسی را جماعت اسلامی کو ہرانے کے لیے کثیر سرمایہ لگا رہی ہے کیونکہ بھارت کسی پرو پاکستان جماعت کو اقتدار میں نہیں دیکھنا چاہتا: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

بنگلہ دیشی انتخابات میں جماعت اسلامی کی کارکردگی کے موضوع پر پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: بنگلہ دیش کے حالیہ انتخابات میں جماعت اسلامی نے اپنی سیاسی تاریخ کے سب سے زیادہ ووٹ اور سیٹیں حاصل کی ہیں۔ اس پر جماعت اسلامی پاکستان بھی مبارک باد کی مستحق ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ کیا اس قدر بڑی کامیابی کی آپ کو توقع تھی یا یہ آپ کے لیے بھی سرپرائز ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یقیناً یہ ایک بہت ہی تاریخی کامیابی ہے اور ہم اس پر اللہ رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ وہی بنگلہ دیش ہے کہ جہاں پر ہمارے رہنماؤں ، ہمارے بزرگوں کے جنازے جیلوں سے نکلیں ہیں ، بزرگ ترین رہنماؤں کو سزائے موت سنائی گئی، پھانسیوں پر لٹکایا گیا، انہوں نے بڑی استقامت کے ساتھ ان پھانسیوں کا خیر مقدم کیا۔ پھانسیوں کے پھندوں کو چوما۔ یہ وہی بنگلہ دیش ہے کہ جہاں پر بے گناہ لوگوں کو بھون کے رکھ دیا گیا، جولائی 2024ء میں 1400 طلبہ پر گولیاں برسائی گئیں اور انہیں شہید کیا گیا۔ جہاں جماعت اسلامی کے ہزاروں کارکنوں کو جیلوں میں ڈالا گیا، ان کے گھروں کو تباہ کیا گیا، کاروبار اور معاش کو تباہ کیا گیا، پروفیسر غلام اعظم کے بیٹے فوج میں جنرل تھے، ان کو وہاں سے نکالا گیا۔ یعنی ظلم اور جبر کی طویل داستان ہے جو جماعت اسلامی نے بنگلہ دیش میں برداشت کی۔ اس جبر کے باوجود جماعت وہاں کام کرتی رہی، آخر لوگوں نے سچ کو پہچانا اور جماعت کا ساتھ دیا۔ حالیہ انتخابات سے قبل تجزیہ نگار 2019ء کے انتخابات کے تناظر میں ہی تجزیہ کر رہے تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا جماعت اسلامی 30 فیصد ووٹ حاصل کرے گی، کوئی 35 فیصد کا کہہ رہا تھا، کچھ 40 فیصد تک کے بھی اندازے لگا رہے تھے۔ لیکن الحمدللہ جماعت اسلامی نے 3 کروڑ ووٹ حاصل کیے، بی این پی نے تین کروڑ 97 لاکھ ووٹ حاصل کیے۔ ڈھاکہ میں جماعت اسلامی نے 49 فیصد اور بی این پی نے 51 فیصد ووٹ حاصل کیے۔ یعنی بنگلہ دیشی دارالحکومت میں بھی جماعت اسلامی بہت بڑی اکثریت حاصل کر چکی ہے۔ اس وقت جماعت اسلامی کے پاس 77 سیٹیں ہیں جن میں سے 68 صرف جماعت کی اپنی ہیں۔

سوال: جماعت اسلامی کے ساتھ کتنی جماعتوں نے اتحاد کیا ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جماعت اسلامی کی اتحادی جماعتوں کی تعداد 11 تک پہنچ چکی ہے لیکن بنیادی سیٹیں جماعت کی اپنی ہیں۔ یہ ساری جیت جماعت کے لوگوں کی بے شمار قربانیوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔ وہ اپنے

مرتب: محمد رفیق چودھری

موقف سے پیچھے نہیں ہٹے ، میدان میں کھڑے رہے ، ڈٹے رہے۔ انہوں نے نوجوان نسل کو اپنے ساتھ ملایا۔ بہت خوبصورت انداز میں مہم چلائی۔ خواتین نے بھی اس مہم میں بھرپور حصہ لیا۔ شہر جماعت کی بڑی بڑی ریلیوں اور جلوسوں سے بھرے ہوئے تھے۔ سوشل میڈیا پر مہم، نعرے، ترانے سب کچھ بہت متاثر کن تھا۔ ایسا ہرگز نہیں تھا کہ جماعت نے اربوں روپے تقسیم کیے ہوں بلکہ یہ انتخابات نظریہ اور بیانیہ کی بنیاد پر جیتے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک ہندو نے بھی جماعت اسلامی کے ٹکٹ سے الیکشن لڑا اور جیتا۔ اس نے واضح کہا کہ جماعت اسلامی ہی واحد جماعت ہے جو بنگلہ دیش میں ہندوؤں کے حقوق کا تحفظ کر سکتی ہے۔ یہ نظریہ کی جیت تھی۔ بہرحال جماعت اسلامی بنگلہ دیش کی قیادت نے بہت تدبر اور حکمت سے کام لیا ہے۔

سوال: جنوبی ایشیاء کے ممالک میں جب بھی انتخابات ہوتے ہیں تو پہلے تو پری پول ریگنگ کے الزامات لگتے ہیں، پھر الیکشن کے دوران اور بعد میں دھاندلی کے بھی لگتے ہیں۔ 12 فروری 2026 کو بنگلہ دیش میں جو انتخابات ہوئے ہیں آپ کی نظر میں وہ شفاف اور منصفانہ اور آزاد تھے؟

رضاء الحق: سب سے پہلے تو میں فرید پراچہ صاحب کو اور جماعت اسلامی پاکستان اور بنگلہ دیش دونوں کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس قدر بہترین مہم چلا کر بنگلہ دیشی عوام کے اعتماد کو جیتا اور الیکشن میں اتنی بڑی کامیابی حاصل کی۔ تقریباً ڈیڑھ دہائی سے شیخ حسینہ واجد کی حکومت نے جماعت اسلامی سمیت تمام اپوزیشن جماعتوں پر جو مظالم ڈھائے ، اس کا ردعمل کھل کر ان انتخابات میں سامنے آیا ہے۔ خالدہ ضیاء کو جیل میں رکھا گیا۔ کچھ عرصہ پہلے ان کی وفات ہوگئی۔ ان کی پارٹی BNP کو اسی بنیاد پر ہمدردی کا ووٹ بھی ملا ہے اور اس نے اکثریت حاصل کی ہے۔ نتائج کے مطابق اس کو تقریباً چار کروڑ ووٹ ملے ہیں جبکہ دوسرے نمبر پر جماعت اسلامی رہی جس کو تین کروڑ ووٹ ملے ہیں، حالانکہ جماعت اسلامی کی مقبولیت زیادہ تھی۔ جماعت اسلامی کی 77 سیٹیں ہیں جبکہ بی این پی کی 209 سیٹیں ہیں۔ اتنے کم فرق کے ساتھ بی این پی کو اتنی زیادہ سیٹیں کیسے حاصل ہوگئیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پری پول رگنگ بھی ہوئی اور انتخابات کے دوران بھی دھاندلی ہوئی ہے۔ ووٹ کی تقسیم میں فرق بہت کم ہے جبکہ سیٹوں کی تقسیم میں فرق بہت زیادہ ہے۔ یہ تقسیم کس نے کروائی؟ درحقیقت مسئلہ یہ ہے کہ دنیا پر مسلط عالمی قوتیں جو ڈیپ سٹیٹ کی حیثیت رکھتی ہیں کسی بھی اسلام پسند مذہبی جماعت کو اقتدار میں نہیں دیکھنا چاہتیں، نظام کو بدلنے کی بات تو بہت دور ہے۔ بی این پی ایک سیکولر جماعت ہے جو چلتے ہوئے نظام کو چلا سکتی ہے اور اس سے عالمی قوتوں کو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی انڈیا کو کوئی مسئلہ ہے۔ لیکن جماعت اسلامی فطرتاً انقلابی جماعت ہے اور باطل نظام کے خلاف

ہے۔ مصر میں الاخوان المسلمین کو بھی اکثریت ملی تھی لیکن ان کی حکومت کو بھی نہیں چلنے دیا گیا تھا۔ ٹھیک ہے وہاں عدلیہ موجود ہے لیکن اس کے اندر ہی ٹرابیونلز ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے ہاں بھی ہیں۔ ٹرابیونلز کے اندر چھپ کر ایسے فیصلے کر دیے جاتے ہیں جن کے بارے میں کسی کو بھی علم نہیں ہوتا۔ خود مغربی جمہوریتوں میں رائٹ ونگ کا کنٹرول بڑھتا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف مسلم ممالک میں وہ کسی اسلام پسند جماعت کو اقتدار میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ یہ بات بنگلہ دیش میں بھی کھل کر سامنے آگئی ہے۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: حقیقی جمہوریت تو وہی ہوتی ہے جس میں ایک ووٹ کی نمائندگی بھی اسمبلی میں پہنچے اور وہ ہے متناسب نمائندگی۔ یہ تو جمہوریت نہ ہوئی کہ ایک ووٹ کے فرق سے لوگ اسمبلی میں چلے جائیں اور 49 پرسنٹ کی نمائندگی ختم ہوجائے۔ دنیا کے 107 ممالک کے اندر متناسب نمائندگی کا نظام ہے لیکن مسلم ممالک میں ایسا نہیں ہونے دیا جاتا۔ دنیا پر مسلط قوتیں تو مسلم ممالک میں جمہوریت بھی نہیں چاہتیں ، انہیں مسلم ممالک میں بادشاہتیں چاہئیں۔ بنگلہ دیش میں اگر متناسب نمائندگی کا سسٹم ہوتا تو اس وقت بنگلہ دیش میں اکثریت جماعت اسلامی کی ہوتی۔ الیکشن سے قبل ہی مشاہد حسین سید جیسے باخبر صحافی اور دانشور یہ کہہ رہے تھے کہ بنگلہ دیش میں بی این پی اور جماعت اسلامی کے درمیان سخت مقابلہ ہوگا اور بھارت کی خفیہ ایجنسیاں جماعت اسلامی کے مقابلے میں بی این پی کو سپورٹ کر رہی ہیں، کثیر سرمایہ لگایا جا رہا ہے۔ جماعت اسلامی کو کسی صورت رانہیں جیتنے دے گی کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ جماعت اسلامی پرو پاکستان ہے۔ اسی طرح حسینہ واجد کی پارٹی کا جو ووٹ بینک تھا وہ بھی بی این پی کے اکاؤنٹ میں گیا کیونکہ وہ بھی اسلامی جماعت کے برعکس سیکولر جماعت کو ترجیح دے رہے تھے۔ انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ نے بھی جماعت اسلامی کے مقابلے میں بی این پی کا ساتھ دیا کیونکہ جماعت اسلامی اسرائیلی مظالم کے خلاف احتجاج کرتی ہے، گو امریکہ گو کے نعرے لگاتی ہے۔ پھر یہ کہ بنگلہ دیش اور چین کے درمیان بڑھتے ہوئے تعلقات امریکہ اور بھارت کے لیے بڑا چیلنج ہے۔ اگر جماعت اسلامی حکومت میں آجاتی تو چین، پاکستان اور بنگلہ دیش کے تعلقات مزید مضبوط ہو جاتے اور یہ امریکہ اور بھارت کو گوارا نہ تھا۔

رضاء الحق: پاکستان اور بنگلہ دیشن کے درمیان تعلقات کی از سرِ نو بحالی سے ایک سوچ یہ بھی اُبھر کر سامنے آرہی تھی کہ یہ دونوں ممالک ایک کنفیڈریشن کی شکل اختیار کریں۔ اگر جماعت اسلامی بنگلہ دیش میں حکومت بنا لیتی تو اس سمت میں سفر کا آغاز ممکن ہو سکتا تھا۔ جبکہ بھارت اور امریکہ کو یہ کسی صورت قابل قبول نہیں تھا۔

سوال: بی این پی کے سربراہ طارق رحمٰن دو تہائی اکثریت حاصل کر کے بنگلہ دیش کے وزیراعظم بن گئے ہیں۔ ان کی حلف اُٹھانے کی تقریب میں وزیراعظم پاکستان بھی شرکت کریں گے۔ آپ کے سمجھتے ہیں کہ اب بنگلہ دیشی حکومت کا جھکاؤ بھارت کی بجائے پاکستان کی جانب زیادہ ہوسکتا ہے؟

> **بنگلہ دیش میں ایک ہندو نے بھی جماعت اسلامی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا اور کامیاب ہوا۔ اس نے کہا کہ جماعت اسلامی ہی واحد جماعت ہے جو ہندوؤں کے حقوق کا تحفظ کر سکتی ہے۔**

رضاء الحق: شہباز شریف سے پہلے بھارتی وزیراعظم بھی طارق رحمٰن کو فون کر کے مبارک باد دے چکے تھے۔ عالمی سیاست میں خیر سگالی کا یہ ایک انداز ہوتا ہے۔ اصل میں دیکھنا یہ ہے کہ طارق رحمٰن کس سمت جھکاؤ کرتے ہیں۔ طارق رحمٰن پر حسینہ واجد کے دور میں بہت سے کیس بھی بنے تھے۔ ایک کیس خالدہ ضیاء سے تعلق رکھتا تھا جس میں ان کو 10 سال قید کی سزا ہوئی۔ پھر ایک ٹرسٹ میں کرپشن کا الزام بھی ان پر لگا۔ اگست 2024ء میں حسینہ واجد کی ریلی پر حملہ میں ملوث ہونے کا کیس بھی ان کے خلاف چلا اور عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اسی طرح جماعت اسلامی کے رہنماؤں پر بھی مقدمات کی بھرمار تھی کیونکہ جماعت اسلامی نے 1971ء میں پاکستان کا ساتھ دیا تھا۔ اب تو بنگلہ دیش کے لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کو دولخت کرنا غلط قدم تھا۔ حسینہ واجد کے جانے کے بعد پاکستان کے ساتھ بنگلہ دیش کے تعلقات کافی بہتر ہوئے ہیں، فلائٹس اور شپس کی آمد و رفت بھی شروع ہو چکی ہے۔ یہاں تک کہ ٹی ٹونٹی ورلڈ کپ میں بنگلہ دیش کے احتجاج میں بھی پاکستان نے اس کا ساتھ دیا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی حکومت کو وہ غلطیاں دہرانی نہیں چاہئیں جو افغانستان کے معاملے میں کی گئیں بلکہ بنگلہ دیش کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر کے اسے بھارت سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ بنگلہ دیش کے شمال میں Chicken's Neck ہے جہاں ایک طرف چین کا بارڈر ہے، دوسری جانب نیپال، تیسری جانب بھوٹان اور چوتھی جانب بنگلہ دیش کا بارڈر ہے، درمیان میں تنگ سا بھارتی علاقہ ہے جہاں سے گزر کر مشرقی بھارتی ریاستوں تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر پاکستان، بنگلہ دیش اور چین مل کر اتحاد قائم کریں تو بھارت کی شہ رگ ان کی مٹھی میں آسکتی ہے۔

سوال: 1950ء کے بعد جب سے جماعت اسلامی نے انتخابی سیاست میں جانے کا فیصلہ کیا ہے، اس کو کہیں بھی انتخابات میں اتنی بڑی کامیابی حاصل نہیں ہوئی جتنی 2026ء کے انتخابات میں بنگلہ دیش میں اسے حاصل ہوئی ہے۔ حالانکہ مولانا مودودیؒ کی زیادہ توانائیاں مغربی پاکستان میں لگی ہیں لیکن اس کا رزلٹ مشرقی پاکستان میں نکل رہا ہے۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: ہمارے ہاں جمعیت طلبہ کی سطح پر اکثر یہ بحث ہوتی تھی کہ اسلامی نظام کا سورج مشرق سے طلوع ہوگا۔ 1971ء سے پہلے جب مشرقی پاکستان کے ہمارے رہنما اور کارکن یہاں آتے تھے تو اسلامی انقلاب کے حوالے سے بہت پُرجوش نعرے لگاتے تھے۔ اس وقت بھی ہمیں یہی لگتا تھا کہ مشرقی پاکستان زیادہ پُرجوش ہے۔ 1971ء میں ایسے بہت سے لوگ شہید ہوگئے۔ اصل میں اب پاکستان کے تناظر میں جماعت اسلامی کو اپنی تاریخ کا تجزیہ کرنا چاہیے کہ کہاں کہاں غلطیاں ہوئیں جن سے تحریک کمزور ہوئی۔ کہاں الیکشن کا بائیکاٹ کرنا چاہیے تھا، کہاں نہیں کرنا چاہیے تھا، کس کے ساتھ اتحاد کرنا چاہیے تھا کس کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے، کہاں سیٹ ایڈجسٹمنٹ کرنی چاہیے تھی، ان تمام باتوں کا تجزیہ کر کے ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔ بنگلہ دیش میں سب سے اہم کام جو جماعت نے کیا ہے وہ عوامی سطح پر دعوتی کام ہے۔ عین آزمائش کے دنوں کے اندر بھی وہ اپنا کام اس طرح سے کرتے رہے کہ کہیں بھی کوئی لڑی ٹوٹتی ہوئی نہیں نظر آتی تھی۔ شہداء کے لواحقین کے غم میں شریک ہونا، زخمیوں کی دیکھ بھال کرنا، ایک دوسرے سے ربط اور نظم کا پورا ماڈل بہترین تھا۔ ایک فرق یہ بھی ہے کہ بنگلہ دیشی عوام کا نسبتاً دینی رجحان ہم سے زیادہ ہے۔ وہاں جماعت کا زیادہ فوکس دیہاتوں میں ہے جبکہ یہاں زیادہ شہروں میں ہے۔ پھر یہ کہ وہاں اسلامی بینک نے بہت اچھا کردار ادا کیا۔ لوگوں کو مرغیاں پالنے، مچھلیاں پکڑنے اور دیگر چھوٹے چھوٹے کاروبار کے لیے قرضے دیے۔ 2005ء میں مجھے ڈھاکہ جانے کا موقع ملا۔ وہاں مطیع الرحمان اس وقت وزیر تھے۔ وہ مجھے ایک ہال میں لے گئے جو عوام سے بھرا ہوا تھا۔ داخل ہوتے ہوئے انہوں

نے جب کہا کہ آج ہمارے ساتھ پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبر موجود ہیں تو سب نے کھڑے ہوکر تالیاں بجائیں اور بہت پرجوش استقبال کیا۔ یعنی اس وقت بھی پاکستان سے ان کی محبت باقی تھی۔ لیکن بعد میں حسینہ واجد نے بھارتی عزائم کی تکمیل کے لیے پاکستان مخالف بیانیہ تشکیل دیا اور جماعت اسلامی کے لوگوں کو بھی سزائیں دیں۔ حسینہ واجد کو ہٹانے میں بنگلہ دیش کے طلبہ کا بہت بڑا رول ہے۔

سوال: حسینہ واجد کی حکومت گرانے اور انقلاب لانے میں بنگلہ دیشی طلبہ کا بہت رول تھا اور اس وقت کہا جارہا تھا اب بنگلہ دیش کی قیادت نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہوگی لیکن انتخابات کے بعد اس لحاظ سے کافی مایوسی ہورہی ہے کہ یوتھ کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے؟ یوتھ کا ووٹ بینک کہاں گیا؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ Gen-Z نے احتجاج کی پولیٹکس میں بہت بڑا کردار ادا کیا، بہت بڑی قربانیاں دی ہیں، ہزاروں کی تعداد میں طلبہ شہید اور زخمی ہوئے۔ عثمان ہادی جو ان کے رہنما ہیں انہوں نے NCP (نیشنل سٹیزن پارٹی) کے نام سے اپنی سیاسی جماعت بھی بنائی ہے۔ ان میں سے کچھ ترقی پسند سوچ بھی رکھتے ہیں۔ اسی طرح ناہید اسلام، اختر حسین، آصف محمود جیسے نوجوان رہنما بھی موجود ہیں ان کی قیادت کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک حکومت سنبھالنے کا تعلق ہے تو اس کے لیے ہر ملک میں کچھ قوانین ہوتے ہیں۔ اسمبلی کا ممبر بننے کے لیے بھی عمر کی حد مقرر ہے۔ پھر کچھ سیاسی تجربہ، عالمی سیاست اور عالمی سطح پر تعلقات بھی درکار ہوتے ہیں۔ جہاں تک انقلاب کا تعلق ہے تو وہ تحریک کے ذریعے ہی آتا ہے اور تحریکیں ہمیشہ نوجوانوں کے جوش و جذبہ، محنت اور جدوجہد سے ہی کامیاب ہوتی ہیں۔ 2010ء میں جب ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا انتقال ہوا تو لاہور میں مکتبہ دیوبند کے چوٹی کے علماء کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں بھی یہی بات کی گئی کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب کسی تحریک کے نتیجے میں ہی آسکتا ہے اور اس کے لیے کسی متفق علیہ منکر کے خلاف مل کر تحریک چلانی ہوگی۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ تو آغاز سے ہی یہی کہتے رہے۔ اس ضمن میں قادیانیوں کے خلاف تحریک کی مثال بھی دی گئی جو کہ کامیاب ہوئی تھی۔ تحفظ ختم نبوت کی تحریک بھی کامیاب ہوئی۔ آج کل سوشل میڈیا پر پورنوگرافک بلاسفمی کے معاملات چل رہے ہیں۔ ان کے خلاف ایک مشترکہ تحریک چلائی جاسکتی ہے۔ سود اور ٹرانسجینڈر قانون کے خلاف تحریک چلائی جاسکتی ہے۔ جب ایسی کوئی تحریک چلائیں گے تو عوام آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کی تحریک انقلاب کی طرف بڑھے گی۔ ان شاء اللہ!

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: بنگلہ دیشی نوجوان انقلاب لانے کی حد تک تو کامیاب تھے۔ شروع میں وہ بہت پُرجوش تھے کہ حکومت ہم کریں گے لیکن پارٹی بنانا اور اس کو چلانا، انتخابات میں حصہ لینا اور دوسری پارٹیوں سے مقابلہ کرنا ایک مشکل کام تھا۔ جب وہ اس میں پڑے تو انہیں اندازہ ہوگیا کہ انہیں کسی مقبول جماعت کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے اور پھر زیادہ تر نے جماعت اسلامی کا انتخاب کیا اور اس کے ساتھ اتحاد کیا۔ کیونکہ جمعیت طلبہ میں بھی ایک بڑی تعداد ان نوجوانوں کی موجود تھی۔ یعنی نوجوانوں کا ایک بہت بڑا حصہ خود جماعت اسلامی کے ساتھ تھا۔ جو جماعت کی ریلیوں، جلوسوں اور جلسوں میں بھی نظر آئے اور الیکشن مہم میں بھی حصہ لیا۔ اسی طرح نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد بی این پی کے ساتھ بھی گئی۔ اس طرح یوتھ کا ووٹ بینک تقسیم ہوگیا۔ اب نوجوان دیکھ رہے ہیں موجودہ حکومت کیا کرتی ہے۔ اگر حسینہ واجد کی طرح اس حکومت نے بھی بھارت سے اتحاد کیا یا کرپشن کی تو پھر یہی نوجوان میدان میں نکلیں گے اور ایک اور انقلاب آئے گا جو کہ اسلامی انقلاب ہوگا۔ ان شاء اللہ! ❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت و ترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: مشیر برائے سیاسی امور امیر جماعت اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

مؤسس: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
نگران: شجاع الدین شیخ

رجوع الی القرآن کورس

قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کے لیے بنیادی دینی علوم پر مبنی کورس

تعارفی نشست قرآن اکیڈمی ڈیفنس 5 اپریل 2026ء بروز اتوار صبح 09:30 بجے

آغاز درج ذیل اکیڈمیز میں 6 اپریل 2026ء بروز پیر
دورانیہ 10 ماہ
پیر تا جمعہ صبح 08:45 تا دوپہر 01:00 بجے

مضامین تدریس

سال اوّل
- تجوید القرآن
- بیان القرآن
- منتخب نصاب
- عربی گرامر
- ترجمہ قرآن حکیم
- حدیث و سنت
- سیرت الصحابہؓ
- سیرت النبیؐ
- عقیدہ و فقہ
- فکر اسلامی
- خصوصی محاضرات

سال دوم
- تفسیر القرآن
- علوم القرآن
- اصول التفسیر
- علم الحدیث
- اصول الحدیث
- اصول الفقہ
- علم العقیدہ
- فقہ العبادات و المعاملات
- اللغة العربية وآدابها
- الفکر الاسلامی

مقامات تدریس
قرآن اکیڈمی ڈیفنس 021-35340022-24 0334-3088689
قرآن اکیڈمی یٰسین آباد 021-36806561 0331-7292223
قرآن اکیڈمی کورنگی 021-35074664 0332-0200999
قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر 021-34030119 0333-4030115
قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن 0329-1174285
قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد 0347-3562641 0345-2701363

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ
www.quranacademy.edu.pk

بسنت گردی سے طبّی دہشت گردی تک

ابو موسیٰ

پرانے زمانے میں مواصلاتی نظام نہ ہونے کے برابر تھا اور جغرافیائی فاصلے طے کرنے کے لیے انسان بعض جانوروں پر انحصار کرتا تھا تب یہ دنیا بہت بڑی دکھائی دیتی تھی۔ ریاستیں، ممالک، معاشرے اور افراد میں عام رابطہ انتہائی مشکل تھا اور اُن کے ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کے امکانات بہت کم تھے لہٰذا باہمی حالات و واقعات سے بے خبر اور لاتعلق رہتے تھے۔ مثلاً اگر مصر میں فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا تو مصر سے باہر کی آس پاس کی آبادیوں کو اُس کی اس وحشت ناکی سے ہرگز کوئی مسئلہ نہیں تھا اس لاتعلقی کی بنا پر نمرود یا فرعون صدیاں اپنی اپنی قوم پر طویل عرصے تک مسلط رہتے تھے۔ بعدازاں وقت گزرنے کے ساتھ مواصلاتی نظام میں تو کوئی قابلِ ذکر بہتری نہ آئی لیکن آبادی کا بڑھنا، پانی اور زرخیز زمینوں کی تلاش اور لڑائی کے کچھ نئے ہتھیاروں کی ایجاد اور بعض علاقوں میں مالی وسائل کی فراوانی نے وقت کے طاقتوروں میں ملک گیری کی ہوس پیدا کر دی لہٰذا طاقت کے زور پر دوسروں کے علاقوں پر قبضہ اور حاکمیت کا سلسلہ جاری ہوگیا اور اپنی سلطنت کو وسیع تر وسیع کرنے کا جنون طاری ہوگیا جس سے وسائل میں مسلسل بڑھوتی ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ محکوم قوم میں آزادی کا جذبہ ابھرتا اور وہ حکمرانوں کے تساہل اور رنگینیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے اور پردیسی حکمرانوں کو بھگا کر اپنی حکومت قائم کر لیتے۔

ان وجوہات کی بنا پر ملک گیری کی ہوس اور نوآبادیاتی نظام کو ایک زوردار اور زبردست جھٹکا لگا اور بیسویں صدی کے آغاز میں مختلف قوموں نے مسلط شدہ پردیسی حکمرانوں سے نجات حاصل کر لی۔ دریں اثناء مواصلاتی نظام میں انقلاب برپا ہوگیا تھا۔ یورپ میں جہاں صنعتی انقلاب نے وسائل کی بھرمار کر دی تھی وہاں عوامی سطح پر سیاسی شعور بھی اجاگر ہوا اور عوام کی حکومت، عوام کے لیے اور عوام کے ذریعے کے نظریہ نے قومی سطح پر اپنی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر کر لیں۔ منتقلی اقتدار کا وہ عمل جو ایک عرصہ سے گردنیں مارنے اور خون بہانے سے ہوتا تھا وہ انتہائی پُرامن طریقہ سے عوام کے فیصلہ سے ہونے لگا اور جانے والا آنے والے کو جی آیاں نوں کہہ کر تخت سے علیحدگی اختیار کرنے لگا لیکن ایشیا اور افریقہ کے لوگ پردیسی حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے باوجود اپنے دیسی حکمرانوں سے صحیح اور حقیقی آزادی حاصل نہ کر سکے۔ اور عوام کی حکمرانی کے حوالہ سے وہ یورپ جیسی آزادی حاصل نہ کر سکے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پردیسی یعنی غیر حکمران کچھ اس طرح کا نظام سیٹ کرتے تھے جس میں حاکم اور محکوم کا معاملہ بڑا گہرا ہوتا تھا۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد جن اپنوں کو حکومت کرنے کا موقع مل جاتا تھا وہ ان دیسی حکمرانوں کے لیے بڑا فائدہ مند ہوتا۔ لہٰذا وہ عوامی رائے اور عوام کی حکومت میں عملی مداخلت سے بچ کر اپنے شخصی اقتدار کو مضبوط کرتے اور من مانیاں کرتے۔

بدقسمتی سے مسلمان ممالک میں بادشاہت یا مطلق العنان آمر حکومتیں کرنے لگے الاماشاءاللہ! یہ جبر کا نظام جو حقیقی عوامی نمائندوں پر مشتمل نہیں ہوتا اسے جدید اصطلاح میں ہائبرڈ نظام حکومت کہا جاتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ممالک میں کارفرما ہے۔ پاکستان بھی 78 سال سے بیشتر وقت اسی طرح کے نظام میں جکڑا رہا اور آج بھی ہے لیکن مشرقِ وسطیٰ کے حکمرانوں نے اس نظام میں ظلم و جبر اپنے سیاسی دشمنوں اور مخالفین سے روا رکھا لیکن وہ عام آدمی جس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ حکومت کے مخالفین کی صف میں بھی نظر نہیں آتا تھا مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان حکمرانوں نے اُسے حتی الامکان خوشحال اور راضی رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ امریکی صدر ٹرمپ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو سعودی شاہی خاندان کی حکومت دو ہفتے میں ختم کر سکتا ہے تو یہ اس لیے آسانی سے ممکن نہیں کیونکہ سعودی عرب کا عام شہری اگر خوش نہیں تو اپنی حکومت سے مطمئن ضرور ہے۔

عراق کے ڈکٹیٹر صدر صدام، لیبیا کے کرنل قذافی، شام کے اسد خاندان نے نصف صدی کے قریب اگر اپنی آمرانہ حکومتیں قائم رکھنے میں کامیاب رہے تو اُس کی وجہ بھی یہ تھی کہ وہ اپنے غیر سیاسی شہری کے حق میں بہت اچھے تھے۔ اہلِ پاکستان کی بدقسمتی اور انتہائی بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان کی موجودہ حکومت جسے اُس کے وزرا خود ہائبرڈ نظام کے تحت چلنے والی حکومت قرار دیتے ہیں، ایک طرف اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف ظلم و ستم کی نئی نئی مثالیں قائم کر رہی ہے تو دوسری طرف عوام دشمنی میں بھی پاکستان کی تاریخ میں سرفہرست ہے۔ گزشتہ تین سال میں ظلم و ستم کی جو داستانیں رقم ہوئیں، راقم اپنی پہلی تحریروں میں اُن کا کچھ ذکر کر چکا ہے۔ گزشتہ تین ماہ سے وقت کے یہ ناجائز حکمران اپنی مخالف جماعت اور اُس کے لیڈر سے جو کچھ کر رہے ہیں اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے اقتدار کو بچانے کی خواہش میں وہ جن غیر آئینی، غیر قانونی غیر اخلاقی اور غیر انسانی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں، اُن میں سے کچھ کا ذکر اب اس تحریر میں کرنے کی اپنی سی کوشش کروں گا۔ اس لیے کہ جرائم اتنے بڑھ چکے ہیں کہ انہیں مکمل طور پر ضبطِ تحریر میں لانا کسی کے لیے بھی ممکن نہیں۔ بات کچھ یوں ہے کہ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان جو قریباً تین سال سے قید کاٹ رہے ہیں اور یہ حکمران اب تک اُن کے خلاف ڈھنگ کا کوئی الزام بھی عائد نہیں کر سکے۔ البتہ ایسے تین سو مقدمات اُن کے خلاف دائر کیے ہوئے ہیں جن میں سے کسی ایک کا بھی کوئی سر و پا نہیں۔ اس لیے مقدمہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ تک نہیں پہنچتے کیونکہ جانتے ہیں کہ اگرچہ اعلیٰ عدالتیں بھی بیچاری ”خاکی زدہ“ ہیں لیکن کوئی ثبوت یا دستاویز تو پیش کرنا پڑے گی۔ لہٰذا خصوصی عدالتوں اور دہشت گردی تک محدود رہ کر اور ان ہی عدالتوں سے 17، 17 سال کی سزا دلوا کر اپنے ناجائز اقتدار کو محفوظ کر لو۔ حیرت کی بات ہے کہ گزشتہ ایک سال میں اسلام آباد ہائی کورٹ میں کیس نہیں لگ سکا کیونکہ ایسے میں سب کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا۔ حالانکہ اب تو دیوانی عدالتیں بھی ایک دو ماہ سے زیادہ کی تاریخ نہیں دیتی۔

اسلام آباد ہائی کورٹ ایک سال سے ہاتھ زبان کان بند کیے ہوئے ہے اور یہ فارم 47 کے ذریعے حاصل ہونے والے اپنے ناجائز اقتدار کو بچانے کے لیے ایسی وحشت ناکی اور درندگی پر اُتر آئے ہیں کہ پہلے اندرون ملک اس پر بڑی آواز اٹھتی رہی اور اب بیرون ممالک بھی اس پر سخت اعتراضات اٹھ رہے ہیں اور سوال کیے جا رہے ہیں۔ اپوزیشن نے عدالتوں کا گھیراؤ کرنا شروع کیا تو مجبوراً چند مقدمات کی سماعت شروع ہوگی۔ اس پر پنجاب حکومت نے وہ کیس واپس لے لیے ظاہر ہے اُن کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا، نہ کوئی ثبوت، نہ دستاویز لیکن قیدی کو جیل میں مزید رکھنے کے لیے ان عدالتوں کو تمام کیسز سننے کی اجازت نہ دی گئی۔

بات کچھ یوں ہے کہ تحریک انصاف کے سربراہ

عمران خان قریباً تین سال سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ دو سال پہلے اُنہوں نے اپنے دانت میں تکلیف کا ذکر جیل حکام سے کیا لیکن آج تک کسی ڈینٹل سرجن کو اُن تک رسائی نہیں دی گئی۔ ضیاء الحق فوجی آمر تھا اور پیپلز پارٹی پر ظلم وستم کے حوالے سے بڑا مشہور تھا تب سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو جیل میں تھا۔ اُس نے اپنے دانت کی تکلیف کا ذکر کیا تو بدنام زمانہ فوجی طالع آزما ضیاء الحق نے پاکستان کے سب سے پرانے اور اچھے ڈینٹل ہسپتال کے پرنسپل ڈاکٹر چیمہ کی ذمہ داری لگائی کہ بھٹو کے دانت کا مناسب علاج کیا جائے۔

اکتوبر 2025ء میں عمران خان نے اپنی بینائی کے متاثر ہونے کی بات کی، اتنے ہی عرصہ سے عمران خان کو قیدِ تنہائی میں ڈالا گیا تھا لہٰذا اُس کی آنکھ کی بیماری کا بھی جیل سے باہر کسی کو علم نہ ہو سکا۔ ایک وقت آیا کہ اُس آنکھ سے نظر آنا بالکل بند ہو گیا۔ تب حکومت نے اپنی مرضی کے ڈاکٹر کو رسائی دی اور آنکھ کا علاج شروع ہوا۔ تحریک انصاف کے وکلا بیرسٹر گوہر اور لطیف کھوسہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے ملاقات کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن وہ ظاہر ہے ’’خاکی‘‘ اجازت کے بغیر ان وکلاء کو کیسے مل لیتے لہٰذا چیف جسٹس نے پاکستان کے ٹاپ کے ان دو وکلاء کو وقت نہ دیا۔ لیکن 8 فروری کے بعد چیف جسٹس صاحب نے کیس کی سماعت کی اور عمران خان کے وکیل صفدر کو عمران خان سے جیل میں ملنے اور رپورٹ دینے کا کہا (یہ کام 8 فروری کے بعد اس لیے ہوا کہ 8 فروری 2024ء کو عوامی مینڈیٹ پر ڈاکہ زنی ہوئی تھی حکومت اور اُس کے سرپرستوں کی 8 فروری کے ذکر پر کانپیں ٹانگنے لگتی ہیں لہٰذا کیس کی سماعت کی اجازت مل گئی تاکہ احتجاج کی شدت پر اثر انداز ہوا جا سکے اور متاثرہ جماعت کے لیے کچھ ریلیف کا تاثر پیدا ہو۔) علاوہ ازیں پنجاب حکومت نے اس روز بسنت گردی کا آغاز کیا تاکہ عوام کی توجہ احتجاج سے ہٹائی جا سکے اور سچ یہ ہے کہ وہ اس میں کامیاب بھی رہی۔ بہرحال حکومتی ڈاکٹروں کی رپورٹ پر عمران خان کی دائیں آنکھ کی بینائی 85 فیصد ختم ہو چکی تھی اب ملکی اور بین الاقوامی سطح پر شور مچ گیا۔ تحریک انصاف کا مطالبہ تھا کہ ہم سرکاری ڈاکٹر پر قطعی طور پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں لہٰذا عمران خان اور اُن کی فیملی کا چنیدہ ڈاکٹر بھی دیکھے تاکہ اصل صورت سامنے آئے۔ لیکن آج جب یہ تحریر رقم ہو رہی ہے زبردست مطالبہ اور احتجاج کے باوجود صرف سرکاری ڈاکٹروں ہی کو رسائی دی جا رہی ہے۔ اگرچہ سرکاری ڈاکٹروں نے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ عمران خان کی متاثرہ آنکھ کی 70 فیصد بینائی بحال ہو چکی ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو اور وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے لیکن سرکار کی بات پر اب کسی صورت اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کا معاملہ یہ ہے کہ جھوٹ اور فریب کو انتہا تک پہنچاتے ہیں۔ جب یہ شور مچا کہ عمران خان نے آنکھ کی تکلیف کا ذکر اکتوبر 2025ء میں پہلی مرتبہ کیا تھا تو جیل کے سپرنٹنڈنٹ کو معطل کر دیا گویا یہ اُس کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ یہ فارم 47 والے لوگوں کو پاگل سمجھتے ہیں۔ سیاسی قیدی کی روزانہ کی رپورٹ حکام بالا کو دی جاتی ہے پھر قیدی نمبر 804 کے اردگرد تو کیمروں کی بھرمار ہے۔ حتیٰ کہ اُس کے واش روم کے اوپر بھی کیمرہ ہے وہ یہ والا کیمرہ ہٹانے کا کئی مرتبہ مطالبہ کر چکا ہے کہ بے پردگی ہوتی ہے لیکن حکومت کی ڈھٹائی جاری ہے واش روم پر اب بھی کیمرہ ہے اور یہ غفلت کا الزام جیل حکام پر لگا رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر بیماری قابلِ توجہ ہوتی ہے لیکن آنکھ کی بیماری کا مسئلہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔ راقم خود اس بیماری میں مبتلا ہے اندھے ہونے کا خوف موت سے کہیں بدتر ہوتا ہے۔ کوئی ارشاد فرما رہا ہے کہ کوئی بات نہیں دجال کانا ہی ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ مریض کو اُس کی مرضی کے ڈاکٹر سے اب تک کیوں چیک نہیں کروایا جا رہا۔ ڈاکٹر خرم جو پاکستان کے سب سے ٹاپ کے ماہر چشم میں وہ اپنے تئیں اڈیالہ پہنچ گئے لیکن اندر جانے اور مریض کو ملنے کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ حرکات شکوک وشبہات میں اضافہ کر رہی ہیں۔ گویا طبّی دہشت گردی کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ آخر غیر سرکاری ڈاکٹر نے کون سی انہونی کر دینی تھی یا کوئی تہلکہ مچا دینا تھا جس سے حکومت خوفزدہ ہے۔ اس سے خواہ مخواہ افواہیں پھیل رہی ہیں سوشل میڈیا پر تحریک انصاف کے بعض حامی یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت کا نشانہ دل تھا اگر دل پر کلوٹ آ جائے گا تو جان جا سکتی ہے وہ ساتھ ساتھ میاں نواز شریف کا یہ ارشاد بھی نقل کر رہے ہیں کہ اگر بے نظیر کے مرنے پر پندرہ دن ہنگامہ ہوا تھا تو عمران خان کے مرنے پر زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کا ہو جائے گا پھر حالات نارمل ہو جائیں گے۔ بہرحال یہ چونکہ سوشل میڈیا کی خبر ہے لہٰذا یہ کس حد تک درست ہے راقم کچھ نہیں کہہ سکتا۔ دروغ بر گردن راوی!

آنکھوں کی بیماری کی سنگینی اپنی جگہ لیکن اس حوالے سے جو احتجاج ہو رہے ہیں اور دھرنے دیئے جا رہے ہیں اُن پر حکومت کا طرزِ عمل اور رویہ بہت ہی افسوس ناک اور شرم ناک ہے۔ تحریک انصاف اور تحریک بحالی آئین کی قیادت بار بار کہہ رہی تھی کہ اُن کا احتجاج صرف علاج کے حوالے سے ہے اور مریض اور اُس کے لواحقین کی مرضی کے ڈاکٹر کو چیک کروانے تک ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی احتجاج کو عمران خان کی رہائی سے نہیں جوڑا تھا۔ صاف صاف کہہ دیا تھا جونہی آپ مطلوبہ ڈاکٹر سے چیک کروائیں گے کہ ہم دھرنا ختم کر دیں گے۔ لیکن حکومت نے عوام چھوڑ جو عوامی نمائندے اور سینیٹ کے ممبر احتجاج کر رہے تھے، اُنہیں پارلیمنٹ میں بند کر کے اُنہیں دو دن مکمل طور پر اور تیسرے دن کے چند گھنٹے پانی کا گھونٹ بھی محصورین تک نہیں پہنچنے دیا تو اس صورت میں معتوب جماعت کا یہ کہنا برحق ہو گا کہ پہلے ظلم وستم کا بازار گرم کر کے اور بچوں تک کو بستر سے گھسیٹ گھسیٹ کر ہلاک کیا۔ گویا فرعونیت کی یاد تازہ کی اور اب محصورین پر کھانا پینا بند کر کے یزید کو مات دینے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ التین میں فرماتا ہے:’’ہم نے انسان کو بڑی اعلیٰ سطح پر تخلیق کی لیکن وہ ہو جاتا ہے نچلوں میں سے نچلا راقم کی رائے میں قرآن پاک کی اس فتویٰ کے بعد حکومت کی اب تک کی غیر انسانی حرکتوں کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہیے۔

راقم نے بات کا آغاز اس تاریخی حقیقت سے کیا تھا کہ ذرائع مواصلات کے ناپید ہونے کی وجہ سے اور جغرافیائی فاصلوں کی وجہ سے پرانے زمانے کے جابر اور ظالم حکمران صدیوں راج کرتے تھے پھر زمانی ارتقاء کے ساتھ اور نو آبادیاتی نظام کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد پردیسی حکمرانوں سے تیسری دنیا کے ممالک آزاد ہونا شروع ہوئے تو دیسی حکمرانوں نے اپنے سیاسی مخالفین پر تو بدترین تشدد کیا، اُنہیں بُرے طریقے سے ہلاک کیا اُن کی لاشیں جلا دیں، لیکن غیر سیاسی عوام جو اُن کے مخالفوں کی صف میں شامل نہ ہوتے تھے، اُنہیں خوشحال اور خوش وخرم رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن آج پاکستان کے عوام بھی حکومت کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں۔ عوام کی اکثریت دو وقت کی روٹی کے لیے ترس رہے ہیں اور حکمران ذاتی نمائش اور عیاشی کے لیے گیارہ ارب کا چند نشستوں والا جہاز فضائی سیر وتفریح کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ یہ تفصیل اس لیے عرض کی ہے کہ اس صورت میں عوام کے ساتھ جو ہو گا سو ہو گا موجودہ حکمران طبقہ کے دن بھی گنے جا چکے ہیں۔ ماضی بعید کی طرح اب ظالمانہ نظام زیادہ دیر نہیں چلتے۔ ملک جس سیاسی اور معاشی ابتری کا شکار ہے، حالات و واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ ظالم عوام دشمن حکمرانوں کا جبری مسلط شدہ نظام 2027ء کا طلوع ہوتا سورج نہیں دیکھ سکے گا۔ واللہ اعلم

❀❀❀

رمضان المبارک امت کے عروج کا ذریعہ کیوں نہیں بنتا؟

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

رمضان المبارک رحمت، مغفرت اور جہنم سے خلاصی کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، روزہ فرض کیا گیا، اور تقویٰ کو مقصد عبادت قرار دیا گیا۔ نظری طور پر دیکھا جائے تو اگر کوئی مہینہ امتِ مسلمہ کے عروج کا ذریعہ بن سکتا ہے تو وہ رمضان ہے، کیونکہ اس میں روحانی طاقت، اجتماعی نظم، اور اخلاقی اصلاح کے تمام عناصر موجود ہیں۔ مگر عملی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ رمضان امت کے اجتماعی عروج میں فیصلہ کن کردار کیوں ادا نہیں کر پاتا؟ اس کا جواب درج ذیل چند بنیادی نکات کے تجزیے سے واضح ہو سکتا ہے۔

1۔ روحانیت کا وقتی ابھار، مستقل تبدیلی کا فقدان

رمضان میں مساجد آباد ہوتی ہیں، قرآن کی تلاوت بڑھتی ہے، صدقات میں اضافہ ہوتا ہے، اور لوگ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہ کیفیت عموماً عارضی ہوتی ہے۔ جیسے ہی رمضان ختم ہوتا ہے، معاشرتی رویے اور اجتماعی کردار دوبارہ پہلے جیسے ہو جاتے ہیں۔ عروج کے لیے وقتی جذبات نہیں بلکہ مستقل مزاجی درکار ہوتی ہے۔ جب تقویٰ کو صرف ایک مہینے تک محدود کر دیا جائے تو وہ قوم کی تقدیر نہیں بدل سکتا۔

2۔ عبادات کا مقصد اور اثر میں فرق

قرآن کے مطابق روزے کا مقصد "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" یعنی تقویٰ کا حصول ہے۔ تقویٰ کا مطلب ہے اللہ کی ناراضگی سے بچنا اور عمل میں درج ذیل اوصاف کا حامل ہونا:

☆ دیانت داری ☆ انصاف

☆ خود احتسابی ☆ حقوق العباد کی ادائیگی

اگر روزہ رکھنے والا شخص جھوٹ، رشوت، ناانصافی اور بدعنوانی سے باز نہ آئے تو اس کی عبادت انفرادی اجر تو لا سکتی ہے، مگر اجتماعی اصلاح کا ذریعہ نہیں بنتی۔ جب عبادات کردار میں نہ ڈھلیں تو قوم کا عروج ممکن نہیں۔

3۔ قرآن سے رسمی تعلق

رمضان قرآن کا مہینہ ہے، مگر ہمارا تعلق زیادہ تر تلاوت تک محدود رہتا ہے۔ فہم، تدبر اور عملی نفاذ کمزور رہتے ہیں۔ ابتدائی مسلم معاشرہ قرآن کو محض پڑھتا نہیں تھا بلکہ اسے زندگی کا ضابطہ بناتا تھا۔ سیاست، معیشت، عدل اور معاشرت سب اسی کے مطابق ڈھالتا تھا۔ آج اگر قرآن نظامِ حیات میں مؤثر نہ ہو تو رمضان کی برکتیں اجتماعی قوت میں تبدیل نہیں ہو پاتیں۔

4۔ اتحاد کی روح کا وقتی ہونا

رمضان میں افطار، تراویح اور اعتکاف کے ذریعے اجتماعی ماحول پیدا ہوتا ہے۔ امیر و غریب ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر یہ اتحاد پورے سال برقرار نہیں رہتا۔ فرقہ واریت، سیاسی تقسیم اور لسانی تعصبات دوبارہ غالب آ جاتے ہیں۔ جب تک رمضان کی اخوت سال بھر کے رویے میں تبدیل نہ ہو، امت کا عروج ایک خواب ہی رہے گا۔

5۔ علم اور عملی جدوجہد سے دوری

رمضان ہمیں نظم و ضبط، صبر اور محنت کی تربیت دیتا ہے۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو علمی و معاشی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ مگر ہم نے رمضان کو زیادہ تر رسمی عبادات تک محدود کر دیا ہے۔ عروج کے لیے روحانیت کے ساتھ علم، تحقیق، ٹیکنالوجی اور عملی میدان میں برتری بھی ضروری ہے۔ اگر امت ان شعبوں میں پیچھے رہے تو صرف روحانی سرگرمیاں عالمی سطح پر عزت کا ذریعہ نہیں بن سکتیں۔

6۔ قیادت اور اجتماعی نظام کا بحران

اگر معاشرے میں انصاف نہ ہو، قانون کی بالادستی کمزور ہو، اور قیادت خود احتسابی سے عاری ہو تو عوام کی انفرادی نیکیاں بھی اجتماعی تبدیلی نہیں لا سکتیں۔ رمضان کا پیغام حکمران اور عوام دونوں کے لیے ہے۔ جب تک نظام کی اصلاح نہ ہو، عروج کا خواب ادھورا رہے گا۔

رمضان کے ذریعے عروج حاصل کرنے کی شرائط:

رمضان اپنے جامع پروگرام (دن کا روزہ، رات کا قیام) امت کے عروج کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ:

☆ عبادت کردار میں ڈھلے ☆ قرآن نظامِ زندگی بنے ☆ اتحاد وقتی نہیں بلکہ مستقل ہو ☆ روحانیت علم اور عمل کے ساتھ جڑی ہو ☆ عدل و انصاف اجتماعی سطح پر قائم ہو

اصل مسئلہ رمضان کی کمی نہیں بلکہ رمضان کی روح کو سال بھر زندہ نہ رکھنا ہے۔ جب امت رمضان کو صرف ایک مقدس مہینہ نہیں بلکہ تربیتی انقلاب سمجھے گی اور اس کی اقدار کو اپنی سیاست، معیشت، تعلیم اور معاشرت میں نافذ کرے گی تب ہی یہ مہینہ عروج کا حقیقی ذریعہ بن سکتا ہے۔ رمضان روشنی ہے؛ سوال یہ ہے کہ ہم اس روشنی کو ایک مہینے تک محدود رکھتے ہیں یا اسے اپنی اجتماعی زندگی کا مستقل چراغ بنا لیتے ہیں۔

رمضان المبارک کو قرآن نے ماہ ہدایت، تقویٰ اور رحمت قرار دیا ہے۔ اس مہینے میں عبادات کی کثرت، قرآن کی تلاوت، صدقات و خیرات اور شب بیداری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان سب اعمال کو امتِ مسلمہ کو روحانی طور پر مضبوط اور اجتماعی طور پر باوقار بنانا چاہیے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رمضان کی روحانی طاقت اور عبادات کی فراوانی کے باوجود مسلمان دنیا میں کمزور اور ذلیل کیوں نظر آتے ہیں؟ اس سوال کا جواب درج ذیل نکات پر توجہ سے سمجھ میں آ جاتا ہے:

1۔ عبادات کا روح سے خالی ہو جانا

اسلام میں عبادت کا مقصد صرف ظاہری اعمال نہیں بلکہ کردار کی اصلاح اور معاشرتی تبدیلی ہے۔ روزہ صرف بھوک اور پیاس کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، ظلم، بددیانتی اور ناانصافی سے رکنے کا عملی سبق ہے۔ اگر رمضان گزرنے کے بعد بھی معاشروں میں کرپشن، جھوٹ، دھوکہ دہی اور فرقہ واریت برقرار رہے تو اس کا مطلب ہے کہ عبادات نے دلوں میں مطلوبہ انقلاب پیدا نہیں کیا۔ جب عبادت روح سے خالی ہو جائے تو وہ قوم کو عزت نہیں دے سکتی۔

2۔ قرآن سے تعلق کا کمزور ہونا

رمضان قرآن کا مہینہ ہے، مگر ہمارا تعلق زیادہ تر تلاوت تک محدود رہ گیا ہے، فہم اور عمل تک نہیں پہنچتا۔ جب قرآن کی تعلیمات بی عدل، دیانت، اتحاد، علم، مشاورت بی کو اجتماعی نظام میں نافذ نہ کیا جائے تو محض پڑھ لینا تبدیلی نہیں لاتا۔ پہلی امت نے قرآن کو صرف پڑھا نہیں بلکہ اسے زندگی کا ضابطہ بنایا، اسی لیے انہیں عروج نصیب ہوا۔

3۔ اتحاد کا فقدان

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک امت قرار دیا، مگر آج فرقہ واریت، لسانیت اور قومیت نے ہمیں تقسیم کر رکھا ہے۔ رمضان اتحاد، اخوت اور مساوات کا پیغام دیتا ہے، امیر و غریب ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں، لیکن یہ روح پورے سال برقرار نہیں رہتی۔ منتشر قومیں عالمی سطح پر باوقار مقام حاصل نہیں کر سکتیں۔

4۔ علم اور تحقیق سے دوری

اسلام کی ابتدائی صدیوں میں مسلمان علم، سائنس، طب، فلسفہ اور ٹیکنالوجی میں رہنما تھے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ہم نے تحقیق، اجتہاد اور فکری جرأت کو چھوڑ دیا۔ آج دنیا میں عزت کا ایک بڑا معیار علمی و سائنسی برتری ہے۔ جب امت علم کے میدان میں پیچھے رہ جائے تو اس کی سیاسی اور معاشی خود مختاری بھی متاثر ہوتی ہے۔

5۔ قیادت اور انصاف کا بحران

قرآن عدل و انصاف کو بنیادی اصول قرار دیتا ہے۔ جب قیادت دیانتدار نہ ہو، جب قانون سب کے لیے برابر نہ ہو، جب میرٹ کی جگہ اقربا پروری لے لے تو قومیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ رمضان کا پیغام خود احتسابی ہے، مگر اگر حکمران اور عوام دونوں اس احتساب کو نظر انداز کریں تو اجتماعی زوال آتا ہے۔

6۔ دنیا اور دین میں توازن کا فقدان

اسلام رہبانیت کا قائل نہیں بلکہ دنیا اور آخرت میں توازن سکھاتا ہے۔ بعض اوقات ہم دین کو صرف عبادات تک محدود کر دیتے ہیں اور دنیاوی ترقی کو نظر انداز کرتے ہیں، جبکہ کہیں دنیا کی دوڑ میں اخلاقیات کھو دیتے ہیں۔ صحیح راستہ یہ ہے کہ روحانیت اور عملی جدوجہد کو یکجا کیا جائے۔

حاصل بحث:

مسلمانوں کی ذلت کا سبب رمضان یا عبادات کی کمی نہیں بلکہ رمضان کے اہداف اور مجموعی طور دین اسلام کے تصورات کا نقص ہے۔ جت تک زندگی کا مقصد اللہ جل جلالہ کی رضا، آخرت کی فلاح اور دنیا میں اللہ کے دین کی سربلندی نہیں قرار پاتا اس وقت تک عروج کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اس وقت عبادات بشمول رمضان محض رسومات بن کر رہ گئی ہیں۔ اسی لیے عبادات کے اثرات عملی زندگی میں نظر نہیں آتے۔ جب تک ہم تقویٰ کو کردار، قرآن کو نظام، اتحاد کو قوت، اور علم کو ترجیح نہیں بنائیں گے، تبدیلی ممکن نہیں۔ رمضان ہمیں ہر سال یاد دلاتا ہے کہ عزت کا راستہ اندرونی اصلاح، اجتماعی شعور اور عملی اقدام سے ہو کر گزرتا ہے۔ اگر امت رمضان کی روح کو پورے سال زندہ رکھے یعنی سچائی، انصاف، محنت، اتحاد اور علم کو اپنائے تو یقیناً اللہ کی نصرت اور دنیاوی وقار دونوں حاصل ہو سکتے ہیں۔ عزت کا وعدہ اللہ نے ایمان اور عمل صالح سے مشروط کیا ہے، اور یہی راستہ آج بھی کامیابی کی ضمانت ہے۔

خلافت کے خاتمے کی وجہ سے مسلمان زوال کی انتہا تک پہنچ گئے اس سے نکلنے کی ایک ہی صورت ہے کہ خلافت راشدہ کی طرز پر خلافت دوبارہ قائم کرنے کی جدوجہد کی جائے۔

خلافت کے خاتمے (1924ء) کو بہت سے مسلم مفکرین ایک تاریخی موڑ قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ واقعہ صرف ایک سیاسی ادارے کا اختتام نہیں تھا بلکہ امتِ مسلمہ کی وحدت کا خاتمہ تھا اور اس کا نتیجہ زوال کی انتہا تھی۔ اس پس منظر میں یہ رائے سامنے آتی ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی و اجتماعی زوال کی ایک بڑی وجہ خلافت کا خاتمہ ہے، اور اس سے نکلنے کا راستہ خلافتِ راشدہ کی طرز پر نظامِ حکومت کا قیام ہے۔ اس موضوع کو سمجھنے کے لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی معرکۃ الآراء تالیف ''منہج انقلاب نبوی'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔ ان شاء اللہ!

پریس ریلیز 20 فروری 2026ء — **شجاع الدین شیخ**

حکومتِ پاکستان فی الفور 'غزہ بورڈ آف پیس' کی رکنیت سے دستبرداری کا اعلان کرے۔ اگر پاکستان نے نام نہاد 'بین الاقوامی امن فورس' برائے غزہ کے لیے فوجی دستے فراہم کیے تو یہ ملکی سلامتی کے لیے انتہائی تشویش ناک بلکہ خطرناک ہوگا۔

حکومتِ پاکستان فی الفور 'غزہ بورڈ آف پیس' کی رکنیت سے دستبرداری کا اعلان کرے۔ اگر پاکستان کا نام نہاد 'بین الاقوامی امن فورس' برائے غزہ کے لیے فوجی دستے فراہم کیے تو یہ ملکی سلامتی کے لیے انتہائی تشویش ناک بلکہ خطرناک ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ واشنگٹن میں ہونے والے 'غزہ بورڈ آف پیس' کے پہلے اجلاس میں پاکستان کے وزیر اعظم شہباز شریف کی شرکت پر تبصرہ کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ وزیر اعظم صاحب نے حسبِ معمول ٹرمپ کی تعریفوں کے پُل باندھے اور اُسے ایک نجات دہندہ قرار دیا۔ دوسری طرف ٹرمپ نے بھی وزیر اعظم پاکستان کو گلے لگایا اور فیلڈ مارشل کی خوب ستائش کی۔ ٹرمپ نے اجلاس میں شریک مسلم ممالک سے غزہ میں 'امن کے قیام' کے نام پر 7 ارب ڈالر کے وعدے لیے اور کم و بیش 20 ہزار فوجیوں پر مشتمل 'بین الاقوامی امن فورس' کے قیام کا اعلان کیا، جو رفح میں تعینات کی جائے گی۔ ٹرمپ نے یہ بھی اعلان کیا کہ امریکہ خود اسرائیلی مفادات کے تحفظ کے اس منصوبے کے لیے ابتدائی طور پر 10 ارب ڈالر دے گا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ پاکستان کے محکمہ خارجہ کے ترجمان کے مطابق پاکستان اس بین الاقوامی فورس کا حصہ بن کر فوجی دستے بھی بھیجنے پر غور کر سکتا ہے، لیکن مجاہدین کو غیر مسلح کرنے کی کسی مہم میں حصہ نہیں لے گا، جو انتہائی مضحکہ خیز بیان ہے۔ اگر پاکستان اس فورس کا حصہ بنتا ہے تو یہ ملکی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہوگا کیونکہ اسرائیل، امریکہ اور بھارت تینوں پاکستان کے ایٹمی اور میزائل پروگرامز کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اصل سوال یہ ہے کہ نیتن یاہو اور ٹرمپ کے قائم کردہ 'غزہ بورڈ آف پیس' کا حصہ بن کر اور اس کے اجلاسوں میں شرکت کر کے پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک غزہ کے مسلمانوں کی کیا عملی مدد کریں گے؟ کیا فوج بھیج کر بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی حفاظت کر سکیں گے؟ کیا اسرائیل کے غزہ اور فلسطین کے دیگر علاقوں پر ناجائز قبضہ کو ختم کروا لیں گے اور وہاں کے مظلوم مسلمانوں پر جاری اسرائیلی مظالم کا منہ توڑ جواب دیں گے؟ یا گریٹر اسرائیل کے قیام سمیت صہیونیوں کے ابلیسی منصوبوں کی تکمیل کے لیے محض مہرے بن جائیں گے؟ کیا پاکستان کی اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کی ناقابلِ ترمیم پالیسی جو بانیانِ پاکستان نے کم و بیش پون صدی قبل طے کر دی تھی وہی اس معاملے میں پاکستان کی ریڈ لائن نہیں ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ سوالات کڑوے تو ہیں مگر ان کا جواب کون دے گا؟ امیر تنظیم نے کہا کہ نیتن یاہو ٹرمپ کو مسلسل ایران پر حملے کے لیے دھکیل رہا ہے اور بین الاقوامی میڈیا کے مطابق ٹرمپ حکومت جلد ایران پر حملہ کر دے گی۔ اگر ایسا ہوا تو اسرائیل کے علاوہ فائدہ کسی کا نہ ہوگا۔ جنگ صرف ایران تک محدود نہیں رہے گی بلکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ پورے خطے بلکہ اس سے آگے تک پھیل جائے۔ لہٰذا مسلم ممالک کے لیے عافیت اسی میں ہے کہ آپس کے اختلافات کو پس پشت ڈال کر اپنی صفوں میں اتفاق اور اتحاد پیدا کریں اور اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے جھنڈے تلے اکٹھے ہوں۔ ابلیسی قوتیں مسلم ممالک کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں اور اُن کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملانے کا واحد طریقہ یہی ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی، پاکستان)

رمضان المبارک: تباہ حال دنیا اور ہماری ذمہ داریاں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آج روحانی اعتبار سے دنیا ایک لق و دق زقوم بھرے صحرا کا نام ہے۔ مغرب اپنی تاریخ کی ہولناک ترین نسل کشی کی جنگ نہتی آبادی پر برساتی، اور حیا باختہ شیاطین کو شرما دینے والے اس سکینڈل سے گزر رہا ہے کہ جس کے آدھے صفحات اگر اوپر تلے رکھے جائیں تو دو ایفل ٹاوروں کی بلندی تک پہنچ جائیں۔ جس کی تفاصیل میں سے صرف ایک وہ بے رحمی، ظلم، قیامت ہے جو توڑی گئی ہے ننھے معصوم بچوں پر۔ خون آشام بلائیں بن کر اس درندگی کی مرتکب ہونے والی قد آور شخصیات ہیں جو ناقابل برداشت حد تک ناقابل یقین ہے۔ یعنی وہ 'مشروب' Adrenochrome، جس کا ایک لیٹر 2.2 ارب ڈالر کا ہے۔ جسے بنانے کے لیے 100 بچے درکار ہوتے ہیں کہ انہیں شدید خوف سے گزارا جاتا ہے۔ ٹارچر، اذیت اور جگر پاش خوفزدگی طاری کر کے، جس پر ان کے اندر ہارمون Adrenaline اس درجے پر پہنچتا ہے جو مذکورہ مشروب فراہم کر سکے۔ مکروہ ترین جرم میں گلوب بھر سے معروف افراد اور ارب پتیوں کے نام جیفری اپسٹین (امریکی مالیاتی ماہر) کی فہرست میں ہیں۔ اب نہ اگلے بن پڑ رہی ہے نہ نگلے۔ ٹرمپ حسب مزاج یہ پنڈورہ باکس تو کھول بیٹھا۔ مگر اب بقول مرزا غالب:

ع کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

جیفری اپسٹین نہ صرف جنونی جنسی مجرم تھا بلکہ وہ امریکہ، اسرائیل بھارت کے درمیان سفارت کاری بھی کرتا رہا۔ اہم مذاکرات میں بین الاقوامی سیاست کا حصہ بھی بنا۔ اتنا گھمبیر سکینڈل ہے کہ اب جان چھڑانے کو بہت کچھ الجھا کر مشکوک بنانے کی کوشش جاری ہے۔ یہ ترقی یافتہ لیڈر کتنے کریہہ اور بد بودار ہیں! (جن کی یہ حقیقت تازہ تازہ امریکی کانگریس کے دو ارکان تھامس میسی اور روخانہ نے خود بتائی ہے جنہیں غیر حذف شدہ اپسٹین فائلوں تک رسائی مل گئی تھی۔) اخلاقی گراوٹ، انسانی وقار کی پامالی کی اس دنیا سے تو پتھر کا زمانہ بہتر تھا! ادھر عالمی ادارہ صحت کے حوالے سے 60 ہزار آلودہ ویکسینوں کا راز کھلنے پر آسٹریلیا، پرتھ میں پروفیسر برائٹ ہوپ، ہزاروں کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ 20 ملین آسٹریلیوں کو یہ ویکسین دیے گئے۔ اب نتیجہ؟ کینسر، طرح طرح کے جینیاتی مسائل، طبی بلاؤں کا سامنا ہوگا! صرف غزہ کی قیامتیں تو نہیں، ہر طرف سے انکشافات کے جھکڑ چل رہے ہیں کہ دنیا جھٹکوں پر جھٹکے کھا رہی ہے۔ غزہ میں بھی تو اموات کی اقسام دہلا دینے والی ہیں۔ مثلاً انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹتا امریکہ! اس نے غزہ پر قیامت ڈھانے کو اسرائیل کو وہ 'تھرمو بیرک' بم فراہم کیے جو پھٹیں تو 3500 درجہ سینٹی گریڈ کی آگ بھڑکائیں۔ جس سے 3 ہزار فلسطینی یوں شہید ہوئے کہ بھاپ بن کر Evaporate ہو گئے۔ سورج کا درجہ حرارت 27 ملین فارن ہائٹ ہے جہنم کیسی ہوگی؟ امریکہ، عراق اور افغانستان میں استعمال کر چکا تھا!

مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینے کے ڈھول پیٹتے کتنی دہائیاں گزر گئیں۔ مسلمان فوجیں جن علاقوں سے ہو گزریں، اسی طرح کے جابر، فاسق، بدقماش حکمرانوں سے کافر عوام الناس کو نجات دی۔ مسلم افواج کے سیرت و کردار سے متاثر ہو کر وہاں پوری پوری آبادیاں مسلمان ہو گئیں! ایک اللہ کی حکمرانی تلے انہیں دنیا ہی میں جنت کا ذائقہ مل گیا۔

آج ایک مرتبہ پھر اسباب یکجا ہیں۔ ہم مسلمانوں نے جنہیں اللہ نے 9 ارب آبادی میں سے چن کر نکالا تھا: 'هُوَ اجْتَبٰىكُمْ' 'اس نے تمہیں چن لیا ہے' (الحج:75) ہم 1 لاکھ 24 ہزار پیغمبروں کی لائی تعلیم و تربیت کے وارث اور خاتم النبیین محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ دنیا لاعلم، پیاسی، تشنہ، روح، خالق کی تلاش میں پھرتی رہی۔ شیطان کے چیلوں نے انہیں اغوا کر لیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا ورثہ چھین کر انہیں انبیاء کے قاتلوں، صہیونیوں کے حوالے کیا۔ ہم مسلمان جو نبیٔ آخر الزماں ﷺ پر اتاری گئی شریعت، طریق زندگی (مکمل، کامل، اکمل) سے بصورتِ قرآن نوازے گئے تھے، ہم خود ہی راہ سے بے راہ ہو گئے۔ شاد باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے۔

ہمارا مکمل نظامِ تربیت آج بھی رواں دواں ہے۔ مگر ہم اپنی لاعلمی، خود فراموشی اور مغرب زدگی سے جو پاکیزہ طرزِ حیات بھول چھوڑ بیٹھے تھے، وہ اب اہل غزہ کی قربانیوں سے زندہ ہوا ہے۔ لا الٰہ ضرب است و ضرب کاری است!

پہلی ضرب دورِ حاضر میں پے در پے روس اور اس کے بعد امریکی، گلوبل بھاری بھرکم فوجوں کی یلغار کو افغانستان کے نہتے مجاہدین نے لگائی۔ دوسری ضرب طوفان الاقصیٰ کی ابابیلوں نے کفر کا بساط بھر بھوسہ بنایا۔ اپنے سر، گھر، در، آل اولاد مسجد اقصیٰ پر قربان کر دی۔ بھاپ بن کر اڑ گئے۔ ملبوں میں دب کر ریزہ ریزہ ہو گئے لیکن مبہوت کن عزیمت صبر و ثبات سے رب تعالیٰ کی ذاتِ عالی شان سے دنیا کو متعارف کروا دیا۔ امریکہ، یورپ، سبھی اسرائیلی حواریوں کا فراہم کردہ اسلحہ ختم ہو گیا۔ فوجیں ناکام رہیں۔ سرنگوں کے مکین نوجوان، بھوکے پیاسے سرنگوں نہ ہوئے! امریکہ نے مسلمان ممالک سے درخواست کی کہ آؤ اور ان سے نمٹو! غضب تو یہ ہے کہ 8 بڑے مسلم ممالک مؤدب حاضر بھی ہو گئے۔ اسی دوران ضمیرِ عالم کے سامنے اپسٹین فائلز نے مکروہ مغربی تہذیب اور مقابل غزہ برانڈ حقیقی اسلام لا رکھا گیا۔ رخِ روشن کے آگے بجھا ہوا گاڑھے سیاہ زہریلے دھوئیں والا چراغ لا رکھا! ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر آتا ہے پروانہ!

مغرب تو پہلے ہی اسلام کو دل دیے بیٹھا ہے۔ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں ہر طبقے سے۔ آرٹ کی دنیا سے ایک امریکی ٹک ٹاک سٹار، جس کا مقبول شو سراہنے والے بہت تھے۔ اسلام اور مسلمانوں کی تحقیر، نفرت بھرے پراپیگنڈے کے زیر اثر منفی تصورات کے تحت پاکستان آیا۔ باوجودیکہ ہمارے ہاں اسلام کی وہ حقیقی تصویر تو موجود نہیں۔ مٹے مٹے لفظوں والی فوٹو کاپی ہی ہے! وہ اسی پہ لٹو ہو کر فوری مسلمان ہو گیا! غرض مثالیں بے شمار ہیں۔ آج کا انسان حق کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے اور ہم خود اسی حق سے شرماتے گھگھیاتے ہیں! ہمارے حکمران بسنت، ویلن ٹائن، ہیلو وین مسلط کر کے، (اپسٹین والے) امریکہ کو راضی خوش کرتے ہیں اور ہم آنکھیں بند کیے غول در غول پیچھے چلتے ہیں!

اب آ رہا ہے رمضان المبارک! نزولِ قرآن کا پُرنور مہینہ رمضان المبارک اللہ نے 1447 سالوں سے کل انسانیت کے لیے مکمل زندگی کے لیے شاہ کلید (Master Key) بنا کر بھیجا! انسانی شخصیت اور اس سے متعلق ہمہ نوع اجتماعی زندگی کے تمام مسائل کا حل۔ **شفاء لما فی الصدور** ۔ دلوں کی شفا اور بہار، سینوں کا نور، ہر غم اور دکھ کا مداوا۔ انفرادی و اجتماعی۔ اور ہمیں پوری دنیا کا استاد، امام بنایا: 'اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک 'امتِ وسط' بنایا ہے۔ تاکہ تم دنیا پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو'۔ (البقرۃ:143)

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا،
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا!

قرآن، سیرت محمد ﷺ اور سیرت صحابہ رضوان اللہ علیہم

اٹھالو درجہ بہ درجہ۔ یہ رمضان (ہمارے معدے پر نہیں) دل پر نزولِ قرآن کا گواہ بن جائے۔ نور، رحمت، امام، ہدایت بن جائے۔ صرف سحری افطاری کے اہتماموں کی نذر نہ ہو جائے۔ وقتِ افطار: آداب بند کریں 'کالی سکرینیں' ساری، رحل پر ہونے کو ہے سبز صحیفہ روشن! خاندان یکجارب کے حضور عجز و عاجزی سے ہدایت کے لیے جھولی پھیلا دے۔ ہم نفاق میں ڈوبے پڑے ہیں۔ دنیا ہدایت کی طلب گار ہے۔ ہمیں سچا ایمان عطا فرما جو محمد ﷺ غارِ حرا سے اس ماہِ مبارک میں لے کر آئے تھے۔ ہمارے دل بدل دے ہمیں باعمل کر دے۔ تا کہ ہم سے، ہماری نسلوں سے۔ دور دنیا کا اندھیرا ہو جائے۔ (آمین)

بنگلہ دیش میں کوٹہ سسٹم کے خلاف کھڑی ہونے والی طلبہ تحریک اور جماعت اسلامی کی سربراہی میں جماعتی اتحاد کو انتخابات میں 77 نشستیں ملی ہیں۔ خالدہ ضیاء مرحومہ کے بیٹے طارق رحمان اور 10 اتحادی جماعتوں کو 212 پر کامیابی حاصل ہوئی۔ بھارت کی جان میں جان آئی کیونکہ وہ عبوری حکومت کی بنگلہ دیش کے لیے کٹنے مرنے اور اسلام پسندی سے بے پناہ خائف تھا! سب سے پہلے مودی نے بی این پی کو (ایکس اور پھر فون پر) زوردار مبارک باد دی اور بنگلہ دیش کے لیے ترقی پسند (یعنی اسلام مخالف) حکمرانی کی تمنا کا اظہار کیا! عوامی لیگ کے ووٹ اور بھارتی مال کارفرما رہے! جماعت اسلامی اور طلبہ نے مدبرانہ حکمت کے ساتھ مداخلت بھرے نتائج کو قبول کر کے مضبوط اپوزیشن کے کردار پر اکتفا کا اعلان کیا ہے۔ 32 نشستوں پر دوبارہ گنتی کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ جولائی چارٹر، گزشتہ حکومتوں کی کرپشن، عدلیہ، بیوروکریسی کے لیے لگام کی حیثیت رکھتا ہے۔ قانونی تحفظ کا حامل یہ چارٹر، شفاف عبوری حکومت کو تسلسل دے گا۔ کرپشن کا سدباب ہوگا۔ ہمارے نوجوانوں کو کھلنڈرے پن سے نکل کر بنگلہ دیش طلبہ تحریک کا مطالعہ کرنا چاہیے!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(12 تا 18 فروری 2026ء)

جمعرات 12 فروری: مرکزی اسرہ کے آن لائن اجلاس کی صدارت کی۔ سینئر و بزرگ رفیق اور بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ صاحب کے دیرینہ ساتھی محترم سید نسیم الدین کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی۔

جمعۃ المبارک 13 فروری: خطاب جمعہ (اردو تقریر) میں مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔

ہفتہ 14 فروری: حلقہ کراچی شمالی کے دعوتی دورہ کے دوران، قطر ہسپتال، اورنگی ٹاؤن کا دورہ کیا نیز "استقبالِ رمضان" کے موضوع پر خطاب کیا۔ ڈاکٹرز و میڈیکل اسٹاف کے علاوہ دیگر حضرات بھی پروگرام میں شریک تھے۔ بعد ازاں قرآن اکیڈمی، یاسین آباد میں متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) کے ایک ممبر صوبائی اسمبلی و دیگر ذمہ داران کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ تنظیم کی دعوت اور سرگرمیوں، اور باہمی دلچسپی کے دیگر امور پر گفتگو رہی۔ بعد ازاں سہ پہر ایک معروف تجارتی ادارہ، ڈالر انڈسٹریز، میں چند کاروباری حضرات سے ملاقات ہوئی۔

اتوار 15 فروری: حلقہ کراچی وسطی کے تنظیمی دورہ کے حوالہ سے گلستان جوہر میں اجتماع منعقد ہوا۔ حلقہ اور ذمہ داران کے تعارف، کل رفقاء اجتماع اور سوال و جواب کی نشست، مختصر گفتگو اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ بعد ازاں کل ذمہ داران اجتماع میں بھی تعارف اور سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ بعد نمازِ عشاء حلقہ کراچی شمالی کے زیرِ اہتمام، سخی حسن، نارتھ ناظم آباد کے علاقہ میں "رمضان، قرآن اور ہم" کے موضوع پر خطاب کیا۔

پیر 16 فروری: شام میں اہل خانہ کے ساتھ لاہور میں منعقد ہونے والے دورۂ ترجمۂ قرآن کی ذمہ داری کے حوالہ سے کراچی سے روانگی ہوئی۔ **منگل 17 فروری:** نمازِ عصر کے وقت لاہور آمد ہوئی۔ بعد نمازِ عشاء حلقہ لاہور غربی کے دیرینہ رفیق، محترم عبداللہ مبشر (مرحوم) کے گھر والوں سے تعزیت کے لیے جانا ہوا۔ **بدھ 18 فروری:** مرکز میں تنظیمی امور انجام دیئے۔ بعد نمازِ عشاء ڈی فلوریس مارکی، جوہر ٹاؤن لاہور میں دورہ ترجمہ قرآن کا آغاز کیا۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا، نیز تنظیمی امور انجام دیئے۔ منتقلہ ترجمہ و نصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ ماہِ رمضان کے حوالہ سے میڈیا چینلز کے لیے ریکارڈنگز کرائیں۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام جاری ہے۔ بعض رفقاء واحباب سے تعزیت وعیادت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ قرآن اکیڈمی لاہور، شعبہ اکاؤنٹ کے کارکن محترم اظہر عباس کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ بہاولنگر، ہارون آباد وسطی کے مبتدی رفیق محترم عدنان اسلم چیمہ کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-8699864

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور غربی کے رفیق محترم رحمٰن اللہ کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-9082433

☆ حلقہ لاہور غربی، ماڈل ٹاؤن کے رفیق محترم ساجد لطیف منہاس کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-8681919

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے ناظم دعوت محترم دانش احمد بھائی کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-2185575

☆ حلقہ سرگودھا کے ناظم نشر و اشاعت محترم ہارون شہزاد کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-8681919

☆ حلقہ بہاولنگر مقامی تنظیم کے ناظم مالیات محترم ثاقب وسیم خاکوانی کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0307-6064185

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم ماڈل کالونی کے امیر محترم اقبال جاوید نے بائی پاس آپریشن کروایا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0322-2358939

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

قیام اللیل کے فضائل و برکات

ابو محمد

☆ ’’اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی کرتے ہوئے) نماز تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لیے زیادہ (کی گئی) ہے، یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اوّلین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے)۔‘‘(بنی اسرائیل:79)

☆ ’’اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لیے سجدہ ریزی اور قیامِ (نیاز) میں راتیں بسر کرتے ہیں۔‘‘(الفرقان:64)

☆ ’’ان کے پہلو اُن کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید (کی ملی جلی کیفیت) سے پکارتے ہیں۔‘‘(السجدۃ:16)

☆ ’’بھلا (یہ مشرک بہتر ہے یا) وہ (مومن) جو رات کی گھڑیوں میں سجود اور قیام کی حالت میں عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے، فرما دیجیے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہو سکتے ہیں۔ بس نصیحت تو عقلمند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔‘‘(الزمر:9)

☆ ’’اور رات کے بعض اوقات میں بھی اس کی تسبیح کیجیے اور نمازوں کے بعد بھی۔‘‘(ق:40)

☆ ’’اے کملی کی جھرمٹ والے (حبیب!)۔ آپ رات کو (نماز میں) قیام فرمایا کریں مگر تھوڑی دیر (کے لیے)۔ آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کر دیں۔ یا اس پر کچھ زیادہ کر دیں اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔ ہم عنقریب آپ پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے۔ بے شک رات کا اُٹھنا (نفس کو) سخت پامال کرتا ہے اور (دل و دماغ کی یکسوئی کے ساتھ) زبان سے سیدھی بات نکالتا ہے۔ بے شک آپ کے لیے دن میں بہت سی مصروفیات ہوتی ہیں۔‘‘(المزمل:1 تا 7)

☆ ’’بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ (کبھی) دو تہائی شب کے قریب اور (کبھی) نصف شب اور (کبھی) ایک تہائی شب (نماز میں) قیام کرتے ہیں، اور اُن لوگوں کی ایک جماعت (بھی) جو آپ کے ساتھ ہیں (قیام میں شریک ہوتی ہے)۔‘‘(المزمل:20)

☆ ’’اور صبح و شام اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں۔ اور رات کی کچھ گھڑیاں اس کے حضور سجدہ ریزی کیا کریں اور رات کے (بقیہ) طویل حصہ میں اس کی تسبیح کیا کریں۔‘‘(الدھر:25،26)

احادیث کی روشنی میں اوقات کے فضائل

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔‘‘(رواہ مسلم)

☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ’’بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب آخری شب کے درمیانی حصے میں ہوتا ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے کہ ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اس گھڑی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، تو ہو جا۔‘‘(الترمذی)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر ایسے ہی ہے جیسا کہ خفیہ صدقہ کرنے کی فضیلت اعلانیہ صدقہ کرنے پر ہے۔‘‘(طبرانی وبیہقی)

☆ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص رات کو بیدار ہوا اور اس نے اپنی اہلیہ کو (بھی) بیدار کیا، اور پھر دونوں نے اکٹھے دو رکعت نماز ادا کی تو ان کا شمار کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں اور (کثرت سے) ذکر کرنے والی عورتوں میں ہوگا۔‘‘(ابوداؤد)

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ’’رات کی ایک رکعت دن کی دس رکعتوں سے بہتر ہیں۔‘‘(امام ابن ابی الدنیا)

☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: ’’تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی آدمی کا سفر کا ارادہ ہو تو کیا وہ سفر کے لحاظ سے سفر کے موافق زادِ راہ تیار نہیں کرتا جو اس کی منزل تک پہنچا دے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! تو انہوں نے کہا: پھر سنو! قیامت کے راستے کا سفر بہت لمبا ہے۔ اس سفر کے لیے جو چیزیں اس سفر کے موافق ہیں لے لو! لوگوں نے عرض کیا: ہمیں کیا زادِ راہ لینا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: تم ایسا حج کرو جو عظیم امور کے لیے فائدہ مند ثابت ہو، ایسے دن کا روزہ رکھو جس کی گرمی کی شدت انتہا پر ہوتا کہ قیامت کے دن کی گرمی سے بچ سکو، رات کے اندھیرے میں دو رکعتیں پڑھو تا کہ قبر کی وحشت سے بچ سکو۔‘‘(امام ابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء)

ائمہ سلف صالحین کے ارشادات و معمولات

☆ کسی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: (کیا وجہ ہے) ہم رات کا قیام کرنے پر قادر نہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ’’تم کو تمہارے گناہوں نے بٹھائے رکھا ہے۔‘‘

☆ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے رات کے قیام سے محروم ہو جاتا ہے۔‘‘(ابن رجب الحنبلی فی لطائف المعارف)

☆ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: ’’جب تُو رات کے قیام اور دن کے روزے پر قدرت نہ رکھے تو جان لے کہ محروم اور (گناہوں میں) قید ہے اور تجھ کو تیری خطاؤں نے بیڑی ڈال دی ہے۔‘‘

(ابن رجب الحنبلی فی لطائف المعارف)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر ملک اعوان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم بی ایس (انٹرنیشنل ریلشنز)، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4200044

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 45 سال، برسرِ روزگار، پہلی بیوی فوت، بچہ کوئی نہیں، کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0304-9797174

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

to increase gradually. Therefore, arrangements had to be made in the open field as well. Such a large gathering had never occurred at the Pakistan Cultural Centre before.

On this occasion, a very good friend, Mr. Waqar, recorded the program with his personal camera. This recording became the first high-quality video recording of Tanzeem-e-Islami in that era. At the time, we did not realize how effective this recording would prove to be for dawah (missionary) purposes!

As the General Secretary of the institution, hosting the speakers was my responsibility. Therefore, at the conclusion of the nine-day program, at Dr. Sahib's request, I took Dr. Sahib and his companions to the residence of Sarfraz Cheema Sahib (who is fortunately still alive), an old companion of the Tanzeem in Abu Dhabi. Friends performed bay'ah (oath of allegiance) at Dr. Sahib's hand (due to the passage of time and failing memory, I have no estimate of how many friends there were), and Dr. Sahib addressed the old (who numbered five) and new companions there. The next day, Dr. Sahib asked me: "Naseem-ud-Din Sahib! Did you understand what I explained over the nine nights?" I replied: "Yes!" Dr. Sahib said: "Then why did you not perform bay'ah?" After a few moments of hesitation, I said some things that I do not recall now; however, one of them was that I wanted to read and listen to other people as well, but after performing bay'ah, I would neither be able to read nor listen to them. In response, Dr. Sahib (raḥimahullāh) said that you can still read and understand them after the oath. Listening to or reading others is not prohibited after bay'ah. After a few moments of hesitation, thank God, I achieved clarity of heart (inshirāḥ) and gained the honor of performing the oath of allegiance. Thus, Allah opened a new chapter for me to understand the correct concept of religion and the purpose of life.

During this visit, one of Dr. Sahib's addresses was also broadcast on Abu Dhabi Radio with the help of friends. The Abu Dhabi Radio administration offered some money for the program, which Dr. Sahib refused to accept. When the radio administration also refused to take the money back, Dr. Sahib assigned me the task: "This money should be spent on the work of the Dīn (religion)".

It was only after Dr. Sahib's nine-day program that circles for Qur'anic lessons were established on a weekly/monthly basis, first in Abu Dhabi and later in other cities like Dubai, Sharjah, and Al-Ain. A weekly Qur'anic circle for women was also established at my residence. Truly, this entire sequence would not have been possible without the special help of Allah.

Even today, through the videos of that era, the comprehensive concept of religion is being clearly presented to the world. These video recordings made in Abu Dhabi hold the status of a milestone in the history of Tanzeem-e-Islami. These were the first videos through which Dr. Israr Ahmed's (raḥimahullāh) thoughts and the message of the Qur'an had the opportunity to reach a global level. In these addresses, the comprehensive and revolutionary concept of Islam was presented in an extremely clear manner, which influenced the thought and action of thousands of individuals. These videos strengthened the missionary and intellectual identity of the Tanzeem, provided an effective means of training for new companions, and left a practical model of steadfastness, sincerity, and wisdom in dawah for future generations. Today, these recordings are immensely beneficial in understanding the message of the Holy Qur'an and highlighting the concept of religion.

Praise be to Allah, I pray that Allah grants me steadfastness in the change that occurred in my life through a single audio cassette, and may Allah Subḥānahū wa Ta'ālā grant a great reward to all those who played a part in this transformation. Especially the late founder, whose extraordinary personality introduced me to the reality of this world and inclined me toward the true purpose of life through his speech and action.

To read the Original Urdu article in Monthly Meesaq, please visit the link:

https://share.note.sx/i5fyvpr5#WHqcj9hTjq75ChzkLqi8q9fyZWcZ5qUumVDNAEcwdlM

****

Note: Syed Naseem-ud-Din was a senior Rafiq of Tanzeem-e-Islami, who passed away on 11 February 2026.

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ May Allah (SWT) forgive him and grant him lofty stations in Jannah. Ameen!

Additional Note: The complete Abu Dhabi series lectures delivered by Dr. Israr Ahmed (raḥimahullāh) can be viewed @ the YouTube Playlist **https://www.youtube.com/playlist?list=PL21E24806E18ECA9A**

The Greatness of the Quran [Dr. Israr Ahmed (raḥimahullāh) – Part 1 - Abu Dhabi series]

Introductory Background (by Late Syed Naseem-ud-Din)

I am **Syed Naseem-ud-Din**, who was ostensibly a Muslim in name only, considering the performance of Friday prayers as my sole religious affiliation. My office was located in the suburbs of Abu Dhabi, approximately an hour's drive away. During the long daily commute, listening to songs and ghazals was a standard routine.

While returning from an event, a gentleman (whose name I do not recall, a matter of deep regret to this day) placed an audio cassette in my car. While driving to the office, I absent-mindedly played that same cassette. As soon as the sound of the Qur'anic recitation struck my ears, I thought of turning it off; however, being a Muslim after all, I decided to wait until the recitation ended. After the recitation, I thought I would listen for a while to hear what this "Mawlvi" (cleric) was saying. As I continued to listen, the world within my heart began to change. This cassette consisted of a lesson on Sūrah al-'Aṣr, delivered to the companions of Tanzeem-e-Islami in Canada. The speaker was no ordinary person but Dr. Israr Ahmed (raḥimahullāh), whose name I learned later.

This moment proved to be the turning point of my life. I thought that if the recorded voice of this person had such a profound impact on me, what would my feelings be if he spoke directly in front of me! Consequently, I wrote a letter to the address provided on the cassette. In reply, I received a letter from the late Chaudhry Ghulam Muhammad (may he be forgiven), encouraging me to study Dr. Sahib's books. I responded by ordering all the books. This exchange of letters continued for some time, but despite my efforts, no clear information emerged regarding the founder's visit to Abu Dhabi. Later, I was told that Dr. Sahib travels to Karachi every month for Qur'anic lessons, and if I were in Karachi, a meeting could be arranged; a telephone number was also provided for contact. I set out on the journey from Abu Dhabi to Karachi and arrived a few days before Dr. Sahib's scheduled arrival. While visiting Burns Road for some household errands, I saw a shop selling electrical goods with a sign: "Books and cassettes of Dr. Israr Ahmed are available here". Inside, I met the late Abdul Wahid Asim. I shared my story with him, and he asked about the telephone number I had been given. Upon seeing it, he said that the number provided for contact was his own.

Unfortunately, due to ill health, Dr. Sahib could not visit Karachi that month. When I visited Brother Abdul Wahid Asim again, he introduced me to another gentleman present there, the late Sheikh Jamil-ur-Rehman. During a forty-five-minute interview, after acquainting himself with my personal, domestic, social, and economic conditions, Sheikh Jamil-ur-Rehman reassured me, saying, "Make the arrangements; Dr. Sahib will, God willing, visit Abu Dhabi, and I and Mr. Qamar Saeed Qureshi will accompany him".

At that time, I was the Honorary General Secretary of the Pakistan Cultural Centre in Abu Dhabi. Various Pakistani cultural troupes and academic and literary figures used to visit here, subsequently traveling to Sharjah, Dubai, and different cities across the United Arab Emirates. By the grace of Allah, it occurred to me that Dr. Israr Ahmed's (raḥimahullāh) addresses should be held for ten consecutive days at the Pakistan Cultural Centre in Abu Dhabi so that Dr. Sahib's complete thought could be presented to the audience. Dr. Sahib approved this. Since placing advertisements or banners was prohibited in Abu Dhabi, letters were sent to the members through the Cultural Centre. The only other means of promotion was the telephone. As General Secretary, my circle of friends was extensive, so I telephoned all these ladies and gentlemen individually.

In December 1985, arrangements were made for men in the hall and for women in the upper section. The program spanned ten days, beginning on a Thursday. Friday is a holiday in the Emirates. On the very first day, the hall, with a capacity of approximately one thousand, was overflowing. Before starting his address, Dr. Sahib said to the audience, "Since tomorrow is a holiday, you have come in greater numbers today". As a precaution, television screens were arranged in the corridors on both sides of the hall for the second day, but the attendance continued

Vol: 35 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.08

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore